اِنّہٗ لقولٌ فصلٌ وّمَا ھو بالھزلِ ؕ

بامداد واصل ازمد کامل این کتاب فاضل در تحقیق مسئلہ جواز تقبیل قدم صلحا و افاضل و تردید قول بعض منکران جاہل

الجواب الفاصل بین الحق والباطل

والفواصل فائق الاقران والاماثل

بحسن سعی معدن الطاف مخزن اوصاف جناب سیٹھ حاجی اسمٰعیل راج محمد رئیس قصبہ کیپولی

در مطبع گلزار حسنی واقع بلدۂ بمبئی مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العزیز الکریم والصلوٰۃ علی حبیبہ المعظم العظیم وعلی آلہ
واصحابہ الذین عظموہ حق التعظیم **اما بعد** فقیر عبد القادر
حفظ اللہ عن شر کل مبتدع فاجر بخدمت اخوان دین عرض پرداز ہے کہ اندنون ایک
عجب شور وشغب ہی ہر کس بخیال خویش خبطی دارد کا نقشہ ہے کسی کو کسی امر کا اگر
انکار ہے تو دوسرے کو اوسکے فعل پر اصرار ہے انانیت کا گرم بازار ہے نفسانیت
کے نشہ مین جسکو دیکھو سرشار ہے ہر ایک بادنی مخالفت چاہتا ہے کہ مخالف کو دائرہ
اسلام سے خارج کرون گو بوجہ تکفیر مسلم خود کافر ہون مگر اسکو ہرگز نچھوڑون یہہ
خیال کسی کو نہین کہ مین کوئی ایسی تدبیر کرون کہ مسلمان کو تا امکن کفر سے بچالون
مومن کو ایمان سے نہ نکالون سلف صالحین ائمہ دین کی تو یہہ کوشش کہ مسلمان
اگر ننانوے وجہ سے کافر اور ایک وجہ سے مسلمان رہتا ہو تو مسلمان ہی رکھنا
چاہیے کما فی ذخیرۃ الناظر اذا تلفظ المسلم بکلمۃ تحتمل تسعۃ وتسعین وجھا مکفرا و
واحدا غیر مکفر حمل علی الوجہ الغیر المکفر اور فی زماننا یہہ قضیہ معکوس ہے اگر ننانوے
وجہ سے مسلمان ہو اور بیک وجہ ضعیف کافر تو ضرور کافر بنانا چاہیے باوجودیکہ

یہ بات ظاہر و مشہور ہے کہ جو مسلمان کو بے وجہ بے ایمان گردانے وہ خود بے ایمان بنتا ہے تاہم پہلا قدم کفر مین رکھا جاتا ہے اور حرام و مکروہ بلکہ مستحب تک کو کفر و شرک بنایا جاتا ہے افسوس صد افسوس کسی کو یہہ خیال نہین کہ مین حد سے قدم آگے نہ بڑہاؤن اور راہ اسلم اختیار کرون والامر بید اللہ الکریم یھدی من یشاء بکرمہ الی صراط مستقیم یہہ تو عوام کا حال ہے باقی رہے علما سو وہ دو طرح کے ہین بعض کا تو یہہ خیال ہے کہ اگر نزاع بین الفریقین ہو تو اوسکو بانواع حیل بڑہاتے جاوین اور ہرگز انقطاع و انفصال ہونے دیوین اور ایسے امور بے اصل اور کلمات واہیہ اونکے ذہن نشین کر دیتے ہین کہ پھر اگر ہزار سمجھاؤ تو ایک نہ سمجھین اور مین نہ مانون مین نہ مانون کی رٹ لگا دیتے ہین اور وہ امر متنازع فیہ گو ایسا ہو جسکی حلت و حرمت اظہر من الشمس ہو تو بھی قیود و شروط اختراعیہ کی شاخین نکال دیتے ہین کہ خواہ مخواہ شجر نزاع مستحکم ہو جاتا ہے اسمین انکی بن آتی ہے کہ اس شجر پر ثمر سے جیسے چاہینگے ویسے پھل توڑ کر پیٹ بھر کر کھائینگے اور کارخانہ توکل چند روز بخوبی چلیگا پھر جو ہوگا سو ہوگا فان الحق یعلو ولا یعلی اور بعض علما جو حق پرست ہین انکا یہہ حال ہے کہ مطابق آیہ کریمہ فذکر ان نفعت الذکری اگر موقع پاتے ہین تو حق ظاہر کر دیتے ہین مگر معاندین کے سہام ملام کا نشانہ بنتے ہین کوئی تیر پاس داری پھینکتا ہے اور کوئی رشوت خواری کا نیزہ مارتا ہے ناچار لکم دینکم ولی دین پر عمل فرماتے ہین اس حال مین عوام بیچارے کیا کرین اور اپنا فیصلہ کہان لیجاوین بجز احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین کے اور کہان پناہ پاوین۔ چنانچہ فی الحال قصبہ کلیانی مین ایک

ایسا قضیہ واقع ہے کہ رفع اوسکا متعسر اور جماعت مسلمین مین ایسا تفرقہ ہے کہ جمع جسکا متعذر ایک فرقہ قدمبوسی بزرگان دین جایز و مستحب و موجب اجر و ثواب جانتا ہے اور دوسرا کفر و باعث قہر و عذاب مانتا ہے حالانکہ یہہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ علمار محققین اور فقہار مدققین اور ائمہ متقنین مفسرین و حفاظ محدثین سے سلفاً خلفاً کسی نے اسکا انکار نہین کیا بلکہ مستحب و سنت و موجب اجر و ثواب قرار دیا بعض علمار زمانہ نے جہلار کو تاویلات و تسویلات باطلہ سکھلا کر ایسا نزاع کو مستحکم کر دیا ہے جسکا قلع و قمع دشوار ہو گیا ہے اور طرح طرح کے قیود و شروط مخترعہ بتلا کر حرمت تو در کنار قدمبوسی کو کفر تک پہنچا دیا ہے تس پر بھی جب قدمبوسی مطلقاً حرام و کفر نہو سکی تو کبھی اوسکا سجدہ نام رکھا اور کبھی بوجہ انحنار حرام ٹھہرایا اور بمشابہت سجدہ کفر سنایا اور معظم کو عابد اور معظم کو معبود بنایا الغرض ایسے ایسے وجوہ واہیہ ہوائیہ سے انھین دریائے کفر مین غرقاب کیا خاص عام مین تکفیر و تفسیق کا شور و غوغا مچا دیا مسلمانو غور کا مقام ہے تقبیل اقدام کا آجکل سجدہ نام ہے دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے جب یہہ معاملہ میرے بعض احباب نے دیکھا تو مجھسے کہا کہ ہم تجھسے سوال کرتے ہین حق حق جواب دینا وہ یہہ کہ تقبیل اقدام بزرگان دین جایز ہے یا حرام فقیر نے کہا جایز ہے بلا کلام پھر سوال لکھکر دیا اور طالب جواب ہوئے ہر چند ماسوائے اعذار مذکورہ دوسرے عذر بھی پیش کئے مگر معذور نہ رکھا اور جواب لکھنے پر مجبور کیا ناچار حتی الوسع بجمع اقوال علمار کرام یہہ جواب مبین و مفصل لکھدیا اور بقدر امکان دفع شکوک و اوہام خواص و عوام بھی کر دیا اور نام اسکا **الجواب الفاصل بین الحق والباطل** رکھا

ایزد منعام بطفیل خیر الانام علیہ وعلی آلہ التحیہ والسلام الی یوم القیام مقبول خاص وعام فرماوے آمین

سوال

زید کہتا ہے مقتدایانِ دین وہادیانِ ملتِ سید المرسلینؐ جو بزیور علم وفضل آراستہ وحلیہ زہد وتقوی پیراستہ ہین۔ اونکے تعظیماً وتکریماً ہاتھ پانوٗن چومنا معہ امتیاز واحتراز از سجدہ جایز بلکہ مستحب ہے بحدیث خیر الانام وتصریح فقہاے کرام وقول وعمل مشایخ عظام ۔ اور عمرو کہتا ہے پانوٗن چومنا نبی کے ہون یا ولی کے شرعاً حرام بلکہ کفر ہے اور مرتکب اس فعل کا فاسق ہے یا کافر کیونکہ پانوٗن چومنا مثل سجدہ کے ہے اور سجدہ کرنا غیر اللہ کو بطریق تحیت حرام ہے قطعاً اور بطریق عبادت کفر ہے یقیناً تو پھر پانوٗن چومنا بھی بطریق اول حرام قطعی اور بطریق ثانی کفر قطعی علاوہ برین اس قدمبوسی مین انحنا یعنی جھکنا بھی ہوتا ہے وہ بھی شرعاً حرام ہے تو اس فعل مین اجتماع حرمتین ہوا اس صورتِ نزاع مین علماے کرام اور فضلاے عظام کی خدمت شریف مین یہ التماس ہے کہ بسندِ کتب معتبرہ واحادیث صحیحہ بیان فرمائین کہ قول زید کا حق اور عمرو کا باطل یا بالعکس تا نزاع جانبین مرفوع اور فساد واقع بین الفریقین مدفوع ہو جاے اور اللہ جلشانہ آپکو اسکا اجر وثواب روز حساب کامل عطا فرماوے

الجواب الفاصل بین الحق والباطل

الحمد لمن منه الهدایۃ الی الصواب والصلوٰۃ والسلام علی من اوتی فضل الخطاب وعلی آلہ واصحابہ المتأدبین باحسن الآداب

امابعد قول خصمین بغور وامعان دیکھا گیا تو شرعاً یہہ معلوم ہوا کہ قول زید حق ہے اور قول عمرو باطل وجہ حقیت قول زید کی اوّلاً یہہ ہے کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ آنحضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک صحابہ کرام نے چومے ہین اور آپ نے اونکو منع نہین فرمایا اور نہ منع فرمانا آپ کا اوس فعل سے جو آپ کے سامنے وقوع مین آوے ادنی درجہ یہہ کہ دلیل ہے جواز کی مشکوٰۃ شریف مین بروایت ابوداؤد مروی ہے **وعن** زارع وکان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلہ ۱۲ باب المصافحۃ والمعانقۃ صفحہ ۳۹۴ **حاصل** اس حدیث شریف کا یہہ ہے کہ حضرت زارع رضی فرماتے ہین کہ جب مین ساتھ جماعت عبد القیس کے مدینہ شریف مین آیا تو جلدی کی ہمنے اپنی سواریون سے پس چومے ہمنے ہاتھ اور پاؤن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے یہ ظاہر ہے کہ ایک جماعت نے آپ کے ہاتھ پانون چومے اور کسیکو آپنے منع نہین فرمایا۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس حدیث کے ترجمہ مین لکھا ہے ازینجا تجویز پای بوسی معلوم شد چنانکہ سابقاً اشارت بدان کردیم انتھی اور محدث موصوف قدس سرہ نے لمعات مین متعلق شرح حدیث متقدم لکھا ہے **قولہ** فجعلنا نتبادر من رواحلنا وروی انہ لما وفد عبد القیس

تبادروا من رواحلهم وسقطوا عضا على الارض وفعلوا ما فعلوا وقررهم النبی صلعم علی ذلک والذی کان راسهم ومقدمهم اسمه الاشج نزل اولا فی منزل له واغتسل ولبس الثیاب البیض ثم دخل المسجد وصلی رکعتین ودعا فقصد النبی صلعم خاضعا خاشعا بتأنی ووقار فلما رای النبی صلعم هذا الادب اثنی علیه وقال ان فیک خلتین یحبهما الله الحلم والاناة والاناة علی وزن نواة الوقار وهذا الذی ذکر من الاشج هو ادب زیارة النبی صلعم الآن وفی الحدیث دلیل علی جواز تقبیل الرجل وجاء فی غیر هذا الحدیث ایضا انتهی مطلب اس کا یہہ ہے کہ جب جماعت عبدالقیس مدینہ منورہ مین آئی تو جلدی کی اُنھون نے اپنی سواریون سے اور گر پڑے سواریون سے اور پڑے زمین پر اور کیا جو کچھ کہ کیا اور مقرر رکھا نبی صلعم نے اونکے فعلون کو بلا انکار اور اشج جو اونکا سردار تھا پہلے اپنے گھر مین اوترا اور نہایا اور سفید کپڑے پہنے پھر مسجد مین جاکر دوگانہ پڑھکر دعا مانگی پھر گیا خدمت شریف مین آنحضرت صلعم کے خضوع وخشوع اور آہستگی ووقار کے ساتھ جب آپ نے اوسکا یہہ ادب دیکھا تو تعریف کی اوسکی اور فرمایا تجھ مین دو خصلتین ہین اونکو اللہ دوست رکھتا ہے حلم اور وقار اور اب بھی زیارت پیغمبر خدا کا یہی ادب ہے جو اشج حین حیات مین بجالایا اور اس حدیث مین دلیل ہی پانون چومنے کے جواز پر اور پاؤن کا چومنا سوا اس حدیث کے دوسری حدیث مین بھی آیا ہے اور علامہ قسطلانی شارح بخاری حدیث ابوداؤد سے جسمین بیان قصہ اعرابی اور شجرہ ہے نقل کرتے ہین

فقال یارسول اللہ ائذن لی ان اقبل راسك ورجلیك فاذن له
اور علامہ شامی نے رسالہ شرنبلالی سے تخریج حاکم نقل کیا ہے **ان رجلا**
اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ارنی شیئا ازداد
به یقینا فقال اذهب الی تلك الشجرة فادعها فذهب الیها فقال ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعوك فجاءت حتی سلمت علی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فقال لها ارجعی فرجعت قال ثم اذن له فقبل راسه
ورجلیه وقال لوکنت امرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان
تسجد لزوجها وقال صحیح الاسناد اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو سر مبارک اور دونون پاؤن مبارک
چومنے کا اذن دیا اور اوس نے باذن آنحضرت آپ کے سر مبارک اور دونون پاؤن
مبارک کو چوما اور سجدہ کرنے سے منع کیا اگر پاؤن چومنا جایز نہوتا تو اس سے بہی
منع فرماتے جیسا سجدہ کرنے سے منع فرمایا علامہ طحطاوی بعد نقل احادیث مجوزہ
تقبیل ید و رجل لکھتے ہین **قال** الشرنبلالی وعلم من مجموع ماذکرنا
اباحة تقبیل الید والرجل والراس والکشح کما علم من الاحادیث
المتقدمة اباحتها علی الجبهة وبین العینین وعلی الشفتین اذا
کان علی وجه المبرة والاکرام انتہی حاصل اس عبارت کا یہہ ہے کہ
کہا علامہ شرنبلالی نے کہ تمام احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ چومنا ہاتھ
اور پاؤن اور سر اور پہلو کا مباح ہے جیسا معلوم ہوا پہلی حدیثون سے کہ بوسہ
دینا پیشانی اور مابین دونون آنکھون کے اور دونون ہونٹھون پر مباح ہے

بطریق بروا کرام اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے اما تقبیل
الاماکن الشریفۃ علی قصد التبرك وكذالك تقبيل ايد الصالحين وارجلهم
فهو حسن محمود باعتبار القصد والنيۃ اور فتح المتعال مین حافظ زین الدین
عراقی سے منقول ہو وقال العراقی ایضا واما تقبیل الاماکن الشریفۃ علی
قصد التبرك وايد الصلحين وارجلهم فهو حسن محمود الخ یعنے چومنا
بزرگ مکانونکا بقصد تبرک اور اسیطرح چومنا صالحین کے ہاتھ اور پاونکا
اچھا ہے اچھا ہے یعنے بہت اچھا ہے بحسب قصد و نیت ۔ اور شاہ عبد الحق
محدث دہلوی رح شرح سفر السعادت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف
سے رجوع کرنے کے قصہ مین لکھتے ہین پس عداس بردست و پائے مبارک و
بروی افتاد و بوس کرد و مسلمان شد ۔ اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے ولما انصرف
صلی اللہ علیہ وسلم عن اهل الطايف مر في طريقه بعتبة و شيبة
ابني ربيعة وهما في حايط لهما فلما رأيا ما لقي تحركت له رحمهما فبعثا
له مع عداس النصراني غلامهما قطف عنب فلما وضع صلی اللہ علیہ وسلم
يده في القطف قال بسم الله ثم اكل فنظر عداس الى وجهه ثم قال والله
ان هذا الكلام ما يقوله اهل هذه البلدة فقال له رسول الله صلى
الله عليه وسلم من اي البلاد انت وما دينك قال نصراني من نينوي
فقال صلی اللہ علیہ وسلم من قرية الرجل الصالح يونس بن متى فقال
وما يدريك قال ذاك اخي وهو نبي مثلي فاكب عداس على يديه و
راسه و رجليه يقبلها و اسلم انتهى جلد اول صفحہ ۴ اور زرقانی نے

ماتحت اس روایت کے لکھا ہے وعند ابن اسحٰق ونظر الیہ ابنا ربیعۃ فقال احدہما للاخر اما غلامك فقد افسدہ علیك فلما جاءھما عداس قالا لہ ویلك مالك تقبل راس ھذا الرجل ویدیہ وقدمیہ قال یاسیدی بشد الیاء منی مافی الارض خیر من ھذا القدالخ حاصل مطلب اس عبارت مواہب کا یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طایف سے پھرے تو راستہ مین گذر ہوا عتبہ اور شیبہ کے باغ مین انھون نے جب دیکھا کہ آپ کو کفار طائف کیطرف سے نہایت رنج پہنچا ہے تو بسبب خویشی کے رحم آیا اور خوشہ انگور کا عداس نصرانی کے ہاتھ سے جو اونکا غلام تھا آپکی خدمت شریف مین بھیجا تو آپ نے بسم اللہ کہکر اوسمین ہاتھ رکھا اور تناول فرمایا تو عداس نے آپ کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھکر کہا خدا کی قسم یہہ کلام اس شہر کے لوگ نہین کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے پوچھا تو کہانکا رہنے والا ہے اور تیرا کیا دین ہے اوسنے کہا نصرانی ہون نینوا کا رہنے والا آپ نے فرمایا حضرت یونس بن متی علیہ السلام کے گانون کا اوسنے کہا آپ کو یہہ بات کہان سے معلوم ہوئی فرمایا وہ میرے بھائی ہین اور میری طرح وہ بھی نبی ہین یہہ سنکر حضرت عداس رضی اللہ تعالےٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون ہاتھ اور سر اور دونون پانون پر اوندھے منہ گرے اور چومے اور مسلمان ہوے رضی اللہ عنہ اور ابن اسحاق کی روایت مین ہے کہ عتبہ اور شیبہ نے جو بیٹے ہین ربیعہ کے جب آنحضرت صلعم کیطرف دیکھا تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ تیرے غلام کو خراب کر ڈالا پھر جب حضرت عداس رض آئے تو دونون نے اوسنے کہا افسوس ہے تجھپر کیا ہوا تجھکو کہ چومتا ہے

تو اس آدمی کے سر اور ہاتھ اور دونون قدم کو حضرت عباس نے کہا ای میرے دونو
میان نہین ہے کوئی بہتر اس قدم مبارک سے روے زمین پر انتہی اور علامہ ابن حجر
مکی نے فتاوے فقہیہ مین فرمایا وفی بعضها ان علیاً کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قبّل
یدی العباس ورجلیہ ویقول ای عم ارض عنی اور ثابت ہوا یہہ کہ فقہا اسکے جواز
کے قائل ہین چنانچہ درمختار مین لکھا ہے طلب من عالم او زاهد ان یدفع
الیہ قدمہ ویمکنہ من قدمہ لیقبلہ اجابہ قیل لا اور علامہ طحطاوی
اسکے حاشیہ مین لکھتے ہین قولہ اجابہ قدمہ لاعتمادہ فان الاحادیث یفید
جوازہ کما تقدم انتہی اور صاحب فصل الخطاب لکھتے ہین قال صاحب
المنیۃ قولہ اجابہ لان الصحابۃ یقبلون اطراف النبی علیہ السلام
کما فی الاختیار اور فتح الغفار شرح درمختار مین لکھا ہے وذکر فی ادب القاضی
وان استاذنا احد ان یقبل راسہ ویدہ ورجلیہ فعل حاصل اس عبارت
درمختار وغیرہ کا یہہ ہے کہ اگر کوئی عالم یا زاہد سے طلب کرے کہ اپنا پاؤن دیجئے
تا مین چومون تو اوسکی بات وہ قبول کرے اور پاؤن اپنا دیوے تاکہ وہ اسکو چومے
اور یہی قول معتمد ہے اسواسطے کہ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ
پاؤن چوما کرتے تھے جیسا کہ احادیث مین وارد ہے اور سر اور ہاتھ کا بھی یہی حکم
ہے اس سے یہہ بات پر ظاہر ہے کہ سر اور ہاتھ اور پاؤن بزرگون کا چومنا عند الفقہا
جائز ہے والا ہرگز کسی کو رخصت نہ دیتے کہ اپنا پاؤن واسطے چومنے کے دیوے
اور علامہ رملی شافعی نہایہ مین لکھتے ہین وحنی الظهر مکروہ وکذا بالراس و
تقبیل نحو راس او ید او رجل کذالک ویندب ذلک لنحو علم او صلاح

او شرف او ولادۃ او نسب او ولایۃ مصحوبۃ بصیانۃ قال ابن عبد السلام او لمن یرجی خیرہ او یخاف شرہ ولو کافرا خشی منہ ضررا لا یحتمل عادۃ ویکون علی جہۃ البر والاکرام لا الریاء والاعظام انتہی اور حاشیہ نہایہ رملی مذکور مین لکھاہے قد تقرر انہ یسن تقبیل ید الصالح ورجلہ ۱۲ اور شیخ ابن حجر مکی تحفۃ المحتاج شرح منہاج مین بعد نقل اختلاف مسئلہ انحناء کے لکھتے مین وافتی النووی بکراھۃ الانحناء بالراس وتقبیل نحو راس او ید او رجل لا سیما النحو غنی لحدیث من تواضع لغنی ذھب ثلثا دینہ ویندب ذلک لنحو صلاح او علم او شرف لان اباعبیدۃ قبل ید عمر الخ اور یہہ عبارت بعینہ فتح المعین مین بھی جو شافعی مذہب کے مشہور کتاب ہے مذکور ہے یعنے فتوی دیا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مکروہ ہے جھکانا سر اور ہاتھہ اور پانوں وغیرہ کا خصوصا واسطے غنی کے بوجہ اس حدیث کے جسنے تواضع کی واسطے غنی کے جاتے رہے دو حصہ اوسکے دین کے اور مندوب ہی یہہ سر جھکانا اور چومنا مثل سر اور ہاتھہ اور پانون کا واسطے صلاح یا علم یا شرف وغیرہ کے اسلئے کہ تحقیق ابو عبیدہ نے چوما ہے ہاتھہ عمر کا اس فتوی امام نووی سے ایک فائدہ یہہ حاصل ہوا کہ پانون چومنا مثل سر اور ہاتھہ چومنے کے ہی جسکا سر یا ہاتھہ چومنا جایز ہے اوسکا پانون چومنا بھی جایز ہے اور جسکا نہین اوسکا نہین اسیواسطے فقط تقبیل ید حضرت عمر رض کو سب پر دلیل لائے اور فتاوے فقہیہ مین ابن حجر مکی نے بطور سوال وجواب لکھاہے سئل ما حکم المصافحۃ وتقبیل الید والرجل والراس والانحناء بالظہر والقیام فاجاب بقولہ المصافحۃ

للقادم سنة وكذا تقبيل ما ذكر من نحو عالم وصالح وشريف ونسيب والانحناء بالظهر مكروه والقيام لمن ذكر سنة هذا مذهبنا انتهى بقدر الحاجة اس عبارت علامہ سے پر ظاہر ہے کہ ہاتھ اور پانون اور سر عالم وصالح وامثالہما کا چومنا سنت ہے اور ہمارا معشر شافعیہ کا یہی مذہب ہے اور اعانۃ الطالبین حاشیۂ فتح المعین مین لکھا ہے وکراهة التقبيل اذا لم يكن لنحو صلاح اما اذا كان كذلك فلا يكره بل يندب كما ينص عليه قريبًا انتهى حاصل اسکا یہہ ہے کہ پانون ہاتھ وغیرہ چومنا واسطے شرافت دین کے مکروہ نہین ہے بلکہ مندوب ہے جیسا کہ خود مصنف ماتن عنقریب صراحۃً ذکر کریگا اور واسطے غیر شرافت دینی کے مکروہ ہے اور ثالثًا قول وعمل بزرگان دین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ ترجمہ مشکوۃ شریف مین لکھتے ہین کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما ودیگر اصحاب چون حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالی عنہما را در حالت سواری دیدی فرود آمدی وچون آن ہر دو امام سوار بودی رکاب مبارک را بوسیدی انتہی اور اوسی ترجمہ مذکور مین ہے کہ مسلم صاحب الصحیح چون نزد بخاری می در آمد میگفت بگذار مرا تا بوسہ زنم ہر دو پائے را انتہی اور قطب ربانی امام شعرانی قدس سرہ السامی لطائف المنن مین تحریر فرماتے ہین ومما من الله تبارك وتعالى به علی كثرة تواضعي وتعظيمي لكل عالم او فقير زرته وتقبيلي يده او رجله بطيبة نفس ثم لا ارى اني قمت بواجب حقه علی لاسيما بحضرة اصحابه وتلامذته فان في ذلك تقوية لاعتقادهم فيه فيعكفون عليه ويقبلون نصحه وتربيته

لاسیما ان لی اسما فی المشیخة عندهم فیقولون اذا کان الشیخ ملاویقبل رجل شیخنا فذلک دلیل علیٰ ان شیخنا اعلیٰ منہ مقاما فیزید اعتقادهم فیہ وانتفاعهم بہ وکثیرا ما اقبل عتبة باب ذلک الشیخ او باب زاویتہ بحضرة تلامذتہ اذا دخلت واذا خرجت وهم ینظرون وان کان ذالک الشیخ دونی فی مقام المعرفة وانما افعل ذلک مع ذلک الشیخ لعلمی بعکوف اصحابہ علیہ دونی ولو انی کنت اعلم منهم اننی لو عظمت نفسی تقدمونی علیٰ شیخهم حین علمت انی اعلیٰ مقاما منہ ما کنت اقبل رجل ذلک الشیخ ولا عتبة بابہ اذ لا فائدة فیہ حینئذ بل الفائدة الدینیة فی اخذهم عنی حینئذٍ" جلد اول صفحہ ۲۶۹ اور اسی کتاب موصوف میں دوسرے مقام میں فرماتے ہیں ولما دخلت علی الامیر عامر بن بغداد فی شفاعة ایام مولد سیدی احمد البدوی قبل رجلی فی النعل وانا راکب بحضرة الآف من الخلایق من جماعة الباشا وکتاب الدیوان وشیوخ العرب وغیرهم فکدت ان اذوب حیاء منہ ورایت تواضعی لہ بالنسبة لتواضعہ لی کذرة من البحر المحیط واستحییت من اللہ تعالیٰ ان ابقی موضع فمہ فی نعلی ادوس بہ علی النجاسات فقطعتہ من نعلی وامرت بعض الاخوان ان یضع ذلک عندہ فی کیس مقابلة للامیر علی ما فعل فی محل عزہ وحکمہ" صفحہ ۳۶۴ جلد اول۔ اور اسی کتاب میں تیسرے مقام میں لکھتے ہیں وقد قال سیدی احمد مرة لعبدہ لم لا تقبل ید الفقیہ عند الانصراف فقال انت سیدی و رایتک تقبل یدہ ورجلہ فما بقی لی موضع اقبلہ من الفقیہ واستحی ان

اقبلہ موضع فمک وانا عبدک انتہی موضع الحاجۃ صفحہ ۳۶ حاصل عبارت اول
کا یہہ ہے کہ جملہ احسانات الٰہی سے مجھپر ایک یہہ ہے کہ مین جس عالم یا فقیر کی زیارت
کرتا ہون اوسکی بہت تواضع اور تعظیم کرتا ہون اوسکے ہاتھ چومتا ہون یا پاؤن نہایت
خوشی کے ساتھ پھر بھی مین گمان کرتا ہون کہ اوسکا حق جو مجھپر واجب تھا وہ ادا کیا
خصوصاً اوسکے ہمنشینون اور شاگردون کے سامنے یہہ تواضع کرتا ہون اور
بہت وقت اوس بزرگ کے دروازے کی چوکھٹ یا اوسکے حجرے کا دروازہ
اوسکے شاگردون کے سامنے جاتے اور آتے وقت چومتا ہون اگرچہ وہ بزرگ
مجھسے مقام معرفت مین کم ہو ۱۲ اور حاصل عبارت دوسری کا یہہ ہے کہ امام
شعرانی لکھتے ہین کہ مین ایک امیر کبیر کے پاس واسطے سفارش کے گیا تھا اوس
امیر نے ہزارون مخلوق کے سامنے جنمین جماعت بادشاہ اور مہران دیوان اور
مشایخ عرب وغیرہ موجود تھے میرا پاؤن جوتے مین حالت سواری مین چوما یہ
تواضع اوسکی دیکھکر مین شرم سے پگھلنے لگا اور میری تواضع اوسکی تواضع کی
نسبت ایسی نظر آئی جیسے ذرہ بحر محیط سے آخر اللہ تعالے سے مین شرمایا کہ جس
جوتے پر امیر نے بوسہ دیا اوسکے ساتھ نجاستون پر داابنا چلون اسواسطے اس موضع
بوسہ کو جوتے سے کاٹ کر تھیلی مین رکھوایا بمقابلہ اوس تواضع کے جو امیر نے اپنے
محل عز و حکومت مین کی ۱۲ اور حاصل تیسری عبارت کا یہہ ہے کہ میرے سردار شیخ
احمد نے ایکبار اپنے غلام کو کہا کہ کیون نہین چومتا ہے ہاتھ فقیہ کا اوسنے جوابدیا
تم میرے میان ہو اور تمکو مین نے دیکھا کہ فقیہ کے ہاتھ اور پاؤن دونون چومتے
اب کونسی جگہہ باقی رہی کہ مین چومون اور مجھے شرم آتی ہے کہ مین اوس جگہہ کو

چومون جسکو آپ نے چوما اور حال یہہ کہ مین آپ کا غلام انتہی اور مولینا سید
شاہ عبد اللطیف صاحب قادری ویلوری قدس سرہ شرف الملۃ والدین احمد بن
یحیی المنیری کے مکتوبات سے نقل کرتے ہین نظر مرید باید کہ ہمیشہ در کمال پیر و
نقصان خود گشادہ باشد اما اگر چیزے بیند کہ در حوصلۂ او نگنجد بداند و اعتقاد
کند روا است و درست است و لیکن بدین معنی نمیرسیم وانکہ مریدان دست پائے
پیران بوسند درست است و بنقل در آمدہ است کہ پائے پیر بوسیدن سنت
صحابہ است کہ ایشان قدم مبارک پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام را بسیار بوسہ دادہ
اند روی ان جماعۃ من الیہود اتوا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ فسئلوا عن
تسع آیات بینات فاجابہم بہا فقبلوا یدہ و رجلہ وصدقوا الحدیث
و پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم مر ایشان را ازین فعل ہیچ منع نکرد اگر مشروع نبودے
مر ایشان را منع نمودی معلوم شد کہ خلاف شرع نیست و روی عن زارع بن
عامر انا قبلنا ید النبی و رجلہ و روی عن صہیب مولی العباس انہ قال
رایت یقبل ید العباس و رجلہ انتہی اور بعد اس نقل کے خود تحریر
فرماتے ہین قاصران در مقدمہ قدمبوسی بر بزرگان طعنہ میزنند طعن ایشان ناشی
از نقصان علم و کمال شوخی است یعنے کم سمجھ جو بیچ مقدمہ قدمبوسی کے بزرگان
دین پر طعنہ کرتے ہین سو یہہ طعن اونکا کم علمی اور کمال بے ادبی سے ہے اور اوسی
کتاب فصل الخطاب کے فائدہ بست و یکم مین لکھتے ہین درین قابو گروہی از جاہلان
عزت جو و غالیان نخوت خو بدون شرائط موعظت بر منبر وعظ نشستہ و بغیر لوازم
مشیخت بر مسند ارشاد قدم نہادہ از اظہار حدیث من لم یوقر کبیرنا فلیس منا و

واعلان مشروعیت مصافحہ وتقبیل ید وقدم بوسی وسایر آداب
بزرگان تقاعد نمودند الخ پھر اسکے بعد لکھتے ہین علاوہ آنکہ مردم عزت طلب افشاء
سلام سنت سرور انام علیہ افضل الصلوۃ والسلام را سپر دینداری خود
ساختہ با آبا واجداد وشیوخ واستاد وسادات وسایر اکابر وامجاد بے تعظیم
وتوقیر مشروعہ مانند معاملہ اقران وہمسران بلفظ سلام پیش می آیند ودر پردہ ادائے
سنت سلام داد نخوت وفساد میدہند وانکار دست بوسی وقدمبوسی را نیز غیر
جایز انکارند طرفہ آنکہ سنت شایعہ قدمبوسی را سنت یکبارہ گویند واز اقتداء سنت
انکار می نمایند حال آنکہ استخفاف وانکار سنت مطلقاً خواہ یکبارہ بود خواہ
مکرر کفر است وشناعتی کہ وارد بر ظاہر است ودرین مقدمہ فیصلہ امیر المومنین
عمر رض در قضیہ یہودی ومسلمی مشہور وزبان زد جمہور انتہی۔ بعد اسکے تھوڑے
فاصلہ سے اسی کتاب مین لکھتے ہین۔ وہمچنین فساد سجادہ نشینان ناتمام بیشمار
است۔ ازینجاست کہ سلطان المشایخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ در دہلی
عالمی را کہ از دست نفس وشیطان نرستہ وصاحب فنا وبقا نگشتہ بود از سجادہ
مشیخت برخیزانید وباب اخذ بیعت بروی مسدود گردانید غرض شیطان با نفس
بدانجام درخانہ اسلام ازین سوراخ سلام درآمد وخلاف وجدال عظیم در اہل اسلام
انداخت وہر کس وناکس را برانگیخت تا با شیوخ وعلما وسادات وصلحا واساتذہ و
آبا ودیگر بزرگان واجب الاحترام ہمچو مواخاۃ اخوان وملاقات ہمسران بدون رویت
فضل بزرگان بدعوی اتباع سنت بلفظ سلام پیش آید واز مصافحہ وتقبیل ایادی
واقدام بوسی وتواضع وپستی ودیگر آداب مشروعہ ونتایج وفواید صحبت کہ در

فائدہ سابقہ مذکور شدہ بازماند و ہمچو نخوت مجسم در نظر در آید الخ اور بوارق محمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ مین سیف اللہ المسلول مولینا فضل رسول صاحب قدس سرہ نے لکھاہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب بقبر والد خویش و قبر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیز و مرقد حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیار قدس سرہ و دیگر بزرگان بوسہ میداد ند و میگفتند کہ مرکہ در حالت حیات قدم او می بوسیدیم بعد ممات بر قبر شان بوسہ میدہیم و ہمچنان برادران و والد ما جد شان این عمل میکردند انتہی ۔ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ اکرام و اعظام مشائخ عظام و سادات کرام و علمار فخام و دیگر بزرگان واجب الاحترام بتقبیل الایادی والاقدام طریقہ مشروعہ مسنونہ متوارثہ ہے اور فیما بین صحابہ کرام و مشائخ عظام ہمیشہ ساری و جاری اور طعن کرنا اسپر جہل و نادانی و کمال گستاخی و بے ادبی و وسوسہ شیطانی اور صاحب فصل الخطاب مذکور قدس سرہ مصباح الانام سے نقل کرتے ہین وقد کان السبکی مع سعۃ علمہ وجلالتہ قدرہ یمرغ خدہ فی دار الحدیث لعل ان یمس خدہ موضع قدما الامام النووی ؒ قال لعلی ان آمس بحر وجہی ۔ مکانا مسہ قدم النواوی اس بیان سے حقیت مقولہ زید بخوبی واضح ہو گئی اب وجہ باطلیت مقولہ عمر بھی معلوم کرلینا چاہئے ۔ اوّلاً یہہ کہ اوسنے اپنی دلیل مین دعوی کیا ہے کہ پاؤن چومنا مثل سجدہ کے ہے یہہ اوسکی جہالت ہے کیونکہ تقبیل رجل مثل سجدہ کے نہ لغۃً ہے نہ شرعًا نہ حکمًا لغت مین معنی سجدہ کے خضوع و تذلل کے ہین کما فی القاموس وغیرہ اور شرع مین بمعنے پیشانی رکھنے کے ہین زمین پر بقصد عبادت کما

فی البیضاوی شرعًا ھو وضع الجبھۃ علی الارض علی قصد العبادۃ اور بعض نے قید قصد عبادت کو حذف کیا ہے تا سجدہ تحیت کو تعریف شامل رہے علامہ طحطاوی اور علامہ شامی نے لکھا ہے السجود ھو لغۃ الخضوع وشرعًا وضع بعض الوجہ علی الارض مما لا سخریۃ فیہ فدخل الانف وخرج الخد والذقن واما اذا رفع قدمیہ فی السجود فانہ اشبہ بالتلاعب من التعظیم اور شاہ عبدالحق قدس سرہٗ محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ مین لکھتے ہین

پس سجدہٗ عبارت از روی نہادن بود بر زمین ونہادن تمام روئے ممکن نیست چہ

جبہہ وانف بجہت بلندی آنہا مانع اند از ان پس مامور بہ نہادن جزء وجہ باشد

وجہ چند جزو دارد جبہہ وانف وخدین وذقن ووضع خدین وذقن جایز نباشد

از جہت تعیین شارع جبہہ وانف را ونیز وضع خدین بے انحراف از قبلہ نباشد ووضع

ذقن در عرف علامت تعظیم نبود پس متعین شد جبہہ وانف الخ اور حکمًا خود ظاہر ہے کہ تقبیل رجل پر کسی عالم نے حکم سجدہ کا نہین کیا بلکہ تقبیل رجل حکم مین تقبیل ید کے ہے کما مرّ سابقًا اس بیان سے معلوم ہوا کہ پاؤن چومنا کسی طرح مثل سجدہ کے نہین ہے اور دعوی مثلیت بلا دلیل باطل ہے اگر کہو کہ مطلق تعظیم مین دونون شریک ہین اس وجہ سے ایک دوسرے کے مثل ہے تو ہم کہتے ہین کہ مطلق تعظیم مین سر چومنا ہاتھ چومنا بھی شریک ہے چاہئے کہ یہہ سب بھی مثل سجدہ کے ہو جاوے اور سب پر حکم حرمت وکفر کا دیا جاوے بلکہ اس قیاس پر ہر فعل تعظیمی حرام ہو جاوے وھو کما تری باطل لا سترۃ فیہ ولا یتفوہ بہ الا المجنون اور ثانیًا یہہ کہ پاؤن چومنے پر حکم سجدہ کا کرنا اور یہہ کہنا کہ بطریق اول حرام اور بطریق ثانی کفر

جہالت پر جہالت اور ضلالت پر ضلالت ہے وجہ جہالت یہہ ہے کہ تقبیل رجل کے
مثل سجدہ کے دو قسمین بنائین ایک عبادت دوسری تحیت اول کو خاص واسطے خدا
کے عبادت ٹھہرایا غیر کے واسطے کفر بتایا اس جاہل سے پوچھنا چاہئے کہ خدا کے
بھی پاؤن ہین معاذ اللہ منہا جو بطریق عبادت چومے جاتے ہین شاید یہہ عمر بد مذہب
مجسمہ رکھتا ہے مگر اونکے مذہب مین بھی اس طرح کی عبادت کا وجود نہین اور وجہ
ضلالت یہہ ہے کہ جو فعل پیغمبر خدا کے سامنے صحابہ کرام نے کیا اور صحابہ کرام کے
زمانہ سے ابتک مابین بزرگان دین ساری اور جاری ہر خورد اپنے بزرگ کی اس قبیل
کی تعظیم کرتا چلا آیا اوسکو حرام اور کفر کہنا درپردہ سب کو فاسق یا کافر بنانا ہے سچ
ہے کہ مفاسد الجہل اکثر من ان تحصی پھر انحناء کا علاوہ نکالنا اور اجتماع
حرمتین کا دعوی کرنا سفاہت ہے کیونکہ انحناء کو فقہا نے مکروہ لکھا ہے وہ بھی
علی الاطلاق مکروہ نہین لکھا ہے بلکہ مقید بقید عند السلام چنانچہ علامہ طحطاوی
نے لکھا ہے واخذ من الحدیث کراهة الانحناء عند السلام انتھی اور
عالمگیری مین ہے ویکرہ الانحناء عند التحیہ وبورود النھی کذا فی التمرتاشی
انتھی اور روح البیان مین لکھا ہے فتحیہ ھذہ الامۃ ھی السلام
لکن یکرہ الانحناء لانہ یشبہ فعل الیھود کما فی الدرر اور فقہاء
محققین شافعیہ کا مذہب بھی کراہت ہے جیسا کہ فتوی امام رملی اور نووی اور علامہ
ابن حجر کے معلوم ہوا مگر امام نووی کے فتوے سے جواز انحناء سر واسطے علم وصلاح
وشرف کے ارباب علم وعقل پر ظاہر ہے اور علامہ فاضل شیخ سلیمان حسب اللہ
مکی شافعی نے اپنے حاشیہ مناسک حج کبیر مین لکھا ہے کہ معتمد قول یہی ہے کہ انحناء مکروہ

ہے گو حد رکوع تک پہنچ جاوے اور قول حرمت انحناء جب رکوع تک پہنچ جاوے
غیر معتمد ہے عبارت عربی اونکی یہہ ہے ومثل الالصاق ومابعدہ فی الکراهة
الانحناء وان بلغ حد الرکوع وأقبح منہ تقبیل الارض مالم یقصد
بالرکوع مثلاً تعظیما کتعظیم اللہ تعالیٰ والاحرم بل ربما کان کفرا
وھذا ھو المعتمد خلافا لمن اطلق حرمۃ تقبیل الارض والانحناء
اذا بلغ حد الرکوع انتھے موضع الحاجۃ اور علامہ سید ابوبکر مکی جو متاخرین
شافعیہ سے ہین اور وظیفہ متاخر توضیح وتنقیح کلام متقدم ہے اعانۃ الطالبین
حاشیہ فتح المعین مین لکھتے ہین **قولہ** وحنی الظھر مکروہ ای
عند السلام اس سے ثابت ہوا کہ انحناء عند الشافعیہ بھی مقید بقید عند السلام
ہے گو انکے بعض فقہاء نے مطلق لکھا ہے۔ اعتمادا علی فھم الطالب
الماھر ومن تصفح کتب الفقہ وجد کثیرا من الاطلاقات مقیدۃ عند
الفقہاء اور انوار شافعی سے بھی یہہ قید عند السلام مفہوم ہوتی ہے قال فیہ
والتحیۃ بالطلیقۃ ای اطال اللہ بقاءك وبحنی الظھر وتقبیل الید
لا اصل لہ فی الشرع ولا یکرہ تقبیل الید لزھد وعلم وکبر سن بل
یستحب ویکرہ لدنیاہ وثروتہ الخ پھر اس انحناء مین اختلاف بھی ہے کیونکہ
بعض نے بلا کراہت جائز رکھا ہے چنانچہ عالمگیری مین غرائب سے نقل کیا ہے
یجوز الخدمۃ لغیر اللہ بالقیام واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود
الا للہ تعالیٰ انتھے اور صاحب بوارق محمدیہ انحناء اور بوسہ قبر اور طواف قبر

کے طرف اشارہ کرکے فرماتے ہین ۔ وکراہت این اشیاء مختلف فیہ بین الفقہاء

وہمچو امور باعث نکیر و نفرین بر ہمہ تکلیفین ہم نمیتوانند شد چہ جائے تکفیر چراکہ بسیاری

از اکابر تصریح بجواز آن کردہ اند گو نزد جماعتی رجحان بجانب عدم استحسان است

و فقیر ہم بہمین مسلک سالک است انتہی اور علامہ فاضل شیخ محمد بن سلیمان

حسب اللہ مکی شافعی مذکور حاشیہ مناسک حج کبیر علامہ شربینی مزبور مین لکھتے

ہین ونقل ابن علان عن الرملي واقرہ عدم کراھة الانحناء وتقبيل

الاعتاب عند قصد التبرك والتعظيم اي لا كتعظيم الله تعالى اخذا

مما تقدم وكالقبر الشريف في جميع ذلك مشاهد الانبياء والاولياء

نعم ان غلبه حال اخرجه عن الشعور فلا كراهة في جميع ما يصدر

منه ولا اعتراض عليه قاله في الحاشية انتہی خلاصہ مطلب اس

عبارت کا یہہ ہے کہ ابن علان نے علامہ رملی سے نقل کیا اور مقرر و مسلم رکھا

کہ مکروہ نہین ہے انحنار اور چومنا چوکھٹون کا بقصد تبرک و تعظیم نہ مثل تعظیم اللہ

کے اور تمام مشاہد انبیار و اولیار کا حکم بھی مثل حکم قبر شریف انحضرت صلے اللہ

علیہ وسلم کے ہے جمیع امور مذکورہ مین اور بوقت غلبہ حال و بیہوشی کے جو کچھ

صادر ہو مکروہ نہین اور نہ اوسپر کچھ اعتراض ہے اور صاحب فصل الخطاب

کے یہہ رائے ہے کہ اس ملک ہندوستان مین ترک انحنار باعث ایذار مسلم ہے

اور ایذار مسلم حرام ہے تو یہہ ترک انحنار منجر بطرف حرام ہے اور جو منجر بطرف

حرام ہو وہ حرام ہے چنانچہ عبارت انکی یہہ ہے بالجملہ انحنار اگر دان بود یا نہ پشت

مکروہ است و ترک انحنار اگرچہ سنت است ولیکن درین دیار ہندوستان

چون بسبب ایذار مسلمانان بود منجر بنمیمہ و غیبت بلکہ بمنازعت و خصومت میگردد

مردم بحجز انحناء چاره ندارند و بموجب حدیث شریف خالق الناس باخلاقهم پیش
ہمسران با انحناء گردن و پیش بزرگان با انحناء پشت و اداء تسلیم پیش می آیند زیرا کہ
ترک انحناء سنت است و ایذاء مسلم حرام و اقامت سنت منجر بحرام میگردد و کل
ما یجر الی الحرام حرام از قواعد شریعت است کما فی حکم القیام انتہی بحرفہ اللطیف
خلاصہ کلام بعد قطع نظر از اختلاف علماء اعلام یہہ ہے کہ انحناء عند السلام اور
جس سے مقصود بالذات تعظیم و اعظام عظام ہو مکروہ ہے یہہ حال تو اس انحناء
کا ہی جسکی فقہاء نے تصریح بکراہت کی ہے باقی رہا انحناء مطلقاً خواہ واسطے سلام
کے ہو خواہ واسطے سر و پیشانی چومنے کے خواہ واسطے ہاتھ پاؤن چومنے کے خواہ
واسطے کفش برداری کسی بزرگ کے خواہ واسطے کسی اور کام کے اسکی تو کسی نے
تصریح بکراہت بھی نہین کی حرمت کجا ہان عبارت فصل الخطاب سے سابقاً اتنا
معلوم ہوا کہ بعض واعظان خام اور سجادہ نشینان ناتمام اور بعض متکبرین
و مفتخرین جو تواضع اور انکسار کو عار سمجھتے ہین اور کسی کی تعظیم و تکریم کرنے کو
اپنی کسر شان جانتے ہین البتہ مطلقاً انحناء کو ناجایز کہتے ہین اور اس حیلہ سے داد
نخوت و غرور دیتے ہین مگر کلام خام خام و فکر ناتمام ناتمام اور قول و فعل مغرورین
دنیا قابل اعتبار نہین پھر خیال کرنا چاہیے کہ اگر مطلقا انحناء مکروہ ہے تو ہاتھ
چومنے مین بھی انحناء ہوتا ہے اگر بیٹھے ہوئے آدمی کے کھڑا ہوا ہاتھ چومے گا تو
پیٹھ جھکانا پڑے گی اور اگر کھڑے ہوئے کے چومیگا تو گردن جھکانا پڑے گی
اور دونون انحناء مکروہ ہین کما مر انفا و بر قول عمرو حرام تو پھر ہاتھ چومنا بھی حرام
ہوا حالانکہ طیبی نے شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے قال النووی اذا اراد تقبیل ید

عیرہ انکان ذلک لزہدہ وصلاحہ وعلمہ وشرفہ ونحو ذلک من الامور
الدینیۃ لم یکرہ بل یستحب اھ اور انوار نعمانی میں ہو ولا یکرہ تقبیل الید
لزہد وکبر سن بل یستحب اھ اور ظاہر یہ ہے کہ عمرؓ ہاتھ چومنے کو جایز جانتا ہے
اسی واسطے اوسمین نزاع نہین کرتا ہے اور اب اُسی کے کلام سے حرام ہو گیا
فانتقض کلامہ بکلامہ پھر عبد اللہ بن عمرؓ اور دوسرے اصحاب نے جب
رکاب حضرت حسینؓ کے چومے کما مرّ تو ظاہر ہے کہ رکاب چومنا بغیر انکسار کے
نہین ہوگا تو یہ سب بقول عمر مرتکب حرام ہوئے والعیاذ باللہ من سوء الفہم
اور ابن حجر نے لکھا ہے کہ صحیح حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالی عنہ کا بعد گذر جانے کے منھ چوما
ہے اور بخاری وقسطلانی شرح بخاری مین ہے قال اخبرنی ابو سلمۃ ان عائشۃ
رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ قالت اقبل ابو بکر
رضی اللہ عنہ علی فرسہ من مسکنہ بالسنح حتی نزل فدخل المسجد
فلم یکلم الناس حتی دخل علی عائشۃ فتیمم النبی وھو مسجی ببرد حبرۃ
فکشف عنہ وجہہ ثم اکب علیہ وقبلہ بین عینیہ ثم بکی اقتداء
بہ علیہ الصلوۃ والسلام حیث دخل علی عثمان بن مظعونؓ وھو میت
فاکب علیہ وقبلہ ثم بکی حتی سالت دموعہ علی وجہہ اھ رواہ الترمذی
حاصل اس روایت کا یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے منھ کھلے بل آپ پر گرے اور آپکے دونون آنکھونکے بیچ مین چوم لیا اور اُسمین
پیروی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ انھون نے بھی بعد وفات عثمان بن

مظعون رض کے اونکی میت کا اسی طرز و ہیئت کے ساتھ بوسہ لیا تھا اب دیکھنا چاہیے کہ موہنہ
کے بل میت پر گرنے مین کتنا انحنا ہوتا ہے اور معنے اکب مین نظر کرنا چاہیے جو بہ نسبت پیغمبر خدا
اور حضرت ابوبکر رض کے اس حدیث مین موجود ہے اور پھر غور کرنا چاہیے کہ قول عمرو
مستلزم کیسی قباحت و شناعت کا ہے اگر کوئی کہے کہ ہمارا کلام انحنا تعظیمی مین ہے جس سے
مقصود بذاتہ تعظیم ہو جیسا کوئی کسی معظم کے روبرو بہیئت رکوع تعظیماً کھڑا ہے اور
اس انحنا کو بعض فقہا شافعیہ نے حرام لکھا ہے اور یہ انحنا جو واسطے تحصیل تقبیل میت
کے تمنے ذکر کیا ہے جایز ہے کیونکہ اس سے مقصود بذاتہ تعظیم نہین ہے تو ہم کہتے مین
سلمنا مگر تقبیل رجل مین جو انحنا ہوتا ہے اُس سے بھی مقصود بذاتہ تعظیم نہین ہے بلکہ
تحصیل تقبیل قدم ہے تو یہہ انحنا بھی جایز ہونا چاہیے اگر کہو کہ تقبیل قدم خود تعظیم ہے
تو جو انحنا اوسکے حاصل کرنے کے واسطے کیا گیا وہ بھی تعظیماً ہوا تو ہم کہینگے تقبیل میت
بھی واسطے تعظیم کے ہے جو انحنا اوسکے حاصل کرنیکے واسطے کیا گیا وہ بھی تعظیماً ہوا
فتح الباری شرح بخاری مین لکھا ہے وفی هذا الحدیث جواز تقبیل المیت تعظیما
و تبرکا انتہے اور علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین اور علامہ تلمسانی فتح المتعال
مین لکھتے مین قد سال ابو هریرة رض الحسن ان یکشف له المکان الذي قبله
رسول الله صلی الله علیه وسلم من سرته فقبله تبرکا باثاره و ذریته علیه
السلام وقد کان ثابت البنانی لایدع ید انس رض حتی یقبلها و یقول ید مست
ید رسول الله صلی الله علیه وسلم یعنے حضرت ابوہریرہ رض نے حضرت امام
حسن رض کی ناف مبارک تبرکاً چومی ہے اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس موضع مبارک کو چوما تھا۔ اہل عقل پر خوب ظاہر ہے کہ ناف کا چومنا بدون انحنا

کے پر پشت ہوتا بسر نہین ہوتا ہے۔ اور انھین علامہ موصوف سے پہلے نقل کیا گیا کہ
امکنہ شریفہ کا چومنا حسن و محمود ہے اور اکثر امکنہ کا چومنا بغیر انحنا کے نہین ہو سکتا ہے تو یہہ
انحنا بھی حسن اور محمود ہوا اور امام سبکی نے جو اپنے گالون کو دار الحدیث نووی مین زرز
پر ملا جیسا کہ گذرا وہ بھی انحنار سے خالی نہین کما لا یخفی علی الفطن ۱۲ اور فتح المتعال مین
لکھا ہے وقال الحافظ زین الدین العراقی ایضاً اخبرنی الحافظ ابو سعید بن العلا
قال رأیت فی کلام احمد بن حنبل فی جزء قدیم علیہ بخط ابن ناصر وغیرہ من
الحفاظ ان الامام سئل عن تقبیل قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقبیل منبرہ
فقال لا باس بہ انتہی بعد چند سطر کے کتاب مذکور مین مذکور ہے وقال المحب
الطبری یمکن ان یستنبط من تقبیل الحجر واستلام الارکان جواز تقبیل ما فی
تقبیلہ تعظیم للہ تعالیٰ فانہ ان لم یرد فیہ خبر بالندب لم یرد بالکراہۃ
قال وقد رأیت فی بعض تعالیق جدی محمد بن ابی بکر عن الامام ابی
عبد اللہ محمد بن ابی الصیف ان بعضہم کان اذا رأی المصاحف قبلہا و
اذا رای اجزاء الحدیث قبلہا واذا رای قبور الصالحین قبلہا قال ولا یبعد
ھذا واللہ اعلم فی کل ما فیہ تعظیم للہ تعالیٰ انتہی اس عبارت منقولہ
فتح المتعال سے ظاہر ہوا کہ نزدیک امام احمد حنبل کے تقبیل قبر نبی علیہ الصلوۃ والسلام
اور منبر انحضرت لا باس بہ ہے یہہ بھی انحنار سے خالی نہین اور تقبیل حجر اسود و دیگر
ارکان کعبہ بھی انحنار سے خالی نہین الغرض قول بکراہت یا حرمت انحنا رمطلقاً
مستلزم مفاسد کثیرہ ہے منشا اسکا کم فہمی و شوخی و گستاخی و ادبی سے ہے واللہ الہادی
الی الحق والصواب والیہ المرجع والمآب فی کل باب اب یہان پر ایک شبہ بعض خاص و

عالم کو یہہ عارض ہوتا ہے کہ پاؤں چومنا مشابہ ہے ساتھ زمین چومنے کے اور زمین چومنا واسطے
کسی کی تعظیم کے عند الفقہا حرام ہے تو پھر پاؤں چومنا بھی حرام ہونا چاہئے۔ اسکا جواب
یہہ ہے کہ یہہ قیاس عامی ہے اور قیاس مجتہد جب معارض ہو اوسکو نص اگرچہ خبر واحد ہو تو
مقبول نہیں اور جواز متنازع فیہ بنص حدیث ثابت ہوا اور ایمہ دین نے بلا رد و انکار
قبول فرمایا جیسا کہ سابقاً معلوم ہوا تو پھر قیاس عامی کا کیا اعتبار رہا۔ اسپر یہہ اعتراض
وارد ہوتا ہے کہ در مختار اور ہدایہ مین لکھا ہے کہ تقبیل فم و ید و رجل وغیرہ نزدیک ابو حنیفہؒ
اور امام محمدؒ کے مکروہ ہے اور جواز جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے قبل تحریم تھا قال فی الدر
وکرہ تحریماً قہستانی تقبیل الرجل فم الرجل اوید٭ اوشیئا وکذا تقبیل المرء٭
المراۃ عند لقاء او وداع قنیہ وقال فی الھدایۃ ویکرہ ان یقبل الرجل فم الرجل
اوید٭ اوشیأ منہ او یعانقہ وذکر الطحاوی ان ھذا قول ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ
وقال ابو یوسف لاباس بالتقبیل والمعانقۃ لما روی انہ علیہ السلام عانق
جعفراً حین قدم من الحبشۃ وقبلہ بین عینیہ ولھما ماروی انہ علیہ السلام
نھی عن المکامعۃ وھی المعانقۃ وعن المکاعمۃ وھی التقبیل وما رواہ
محمول علی ما قبل التحریم اھ اس سے ظاہر ہوا کہ کراہت ما نحن فیہ بدلیل حدیث ثابت
ہے اور حدیث جواز منسوخ ہے بقول مجتہد تو پھر یہان قیاس مطلق ہے ہی نہین تا
معارضہ نص مسموع ہو اور ایمہ دین کا بلا رد و انکار قبول فرمانا بھی مسلم نہین کیونکہ
نص مجوز کو جب مجتہد مذہب نے منسوخ ٹھہرایا تو یہہ بھی ایک قسم کا رد و انکار ہے حاصل
یہہ کہ یہان معارضہ قیاس بنص نہین ہے بلکہ نص بنص و بحسب قاعدہ اصول محرم ناسخ
ہے مبیح کے جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ کراہت جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد

رحمۃ اللہ علیہ سے معترض نے نقل کی ہے سو مخصوص ہے بقبیل شہوت چنانچہ خود صاحب
درمختار نے بعد نقل عبارت منقولہ معترض نقل کیا ہے وھذا لو عن شھوۃ واما علی
وجہ البر فجائز عند الکل خانیۃ وفی الاختیار عن بعضہم لا باس بہ اذا قصد
البر وامن الشھوۃ کتقبیل وجہ فقیہ ونحوہ اور بعد چند سطر کے لکھا ہے وفی الحقائق
لو القبلۃ علی وجہ المبرۃ دون الشھوۃ جاز بالاجماع اور صاحب ہدایہ نے
بعد عبارت منقولہ معترض کے لکھا ہے قالوا الخلاف فی المعانقۃ فی ازار واحد اما
اذا کان علیہ قمیص او جبۃ لا باس بہ بالاجماع وھو الصحیح اور علامہ شامی
نے عنایہ حاشیہ ہدایہ سے متعلق اس عبارت کے نقل کیا ہے ووفق الشیخ ابو
منصور بین الاحادیث فقال المکروہ من المعانقۃ ما کان علی وجہ الشھوۃ
وعبر عنہ المصنف بقولہ فی ازار واحد فانہ سبب یفضی الیھا فاما علی
وجہ البر والکرامۃ اذا کان علیہ قمیص واحد فلا باس بہ وصاحب نہایۃ
البیان محشی ہدایہ لکھتا ہے وکذا التقبیل اذا لم یکن علی وجہ الشھوۃ بل علی وجہ
المبرۃ لا باس بہ اور علامہ شامی نے ماتحت قول درمختار واما علی وجہ البر الخ
لکھا ہے قال الامام العینی بعد کلام فعلم اباحۃ تقبیل الید والرجل والرأس
والکشح کما علم من الاحادیث المتقدمۃ اباحتھا علی الجبھۃ وبین العینین
وعلی الشفتین علی وجہ المبرۃ والاکرام اھ مجموع ان عبارات متون وشروح
وحواشی میں بغور نظر دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ کراہت تقبیل وغیرہ مخصوص بشہوت
اور جواز مخصوص بہ بر وکرامت اور اسیطرح احادیث مجوزہ تقبیل محمول بر بر وکرامت
اور احادیث مانعہ محمول بر شہوت تو پھر اختلاف اٹھ گیا اور ہر دو حدیث معمول بہ میں

اور تطبیق حاصل اور تعارض مرتفع ہو گیا بلا رد و انکار اور کچھ ضرورت نسخ پر حمل کرنے کی نرہی چنانچہ مولانا مولوی محمد حسن صاحب محشی ہدایہ بعد ذکر احادیث مجوزہ تقبیل لکھتے ہیں قلت جوزہ الغزالی فی الاحیاء فی حق العالم والامیر للتکرمۃ وجوزہ الحنفیۃ ولا حاجۃ الی اعتبار النسخ کما قال المصنف بظہور الجمع بما یعطیہ حدیث النہی من المنع فی غیر شعار وقد اختارہ ابو منصور الماتریدی کما اشار الیہ المصنف علی ان النسخ مسدود بابہ بتقبیل الصدیق کما عرفت بین اکابر الصحابۃ فافہم انتہٰی اور یہہ حمل علی النسخ قول مجتہد نہین ہے بلکہ یہہ جواب ہے بعض علماء مذہب کا طرف سے مجتہد امام مذہب کے اور اس صورت اعتراض مین اگرچہ قیاس نہین ہے مگر شبہ اول مین بیشک قیاس عامی ہے تو اس اعتراض سے جواب اول مین کچھہ خلل نہین آتا اور یہہ جمع و تطبیق مقدم ہے نسخ پر کیونکہ اسمین عمل دونون دلیلون پر ہو جاتا ہے بخلاف نسخ کے کہ اسمین ایک دلیل باطل ہو جاتی ہے مقدمہ ابن الصلاح مین لکھا ہے اعلم ان ما یذکر فی ہذا الباب ینقسم الی قسمین احدہما ان یمکن الجمع بین الحدیثین ولا یتعذر ابداء وجہ ینفی بہ تنافیہما فتعین حینئذ المصیر الی ذلک والقول بہما معا انتہٰی اور شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے الجمع متعین عند الامکان اذا دار الامر بینہ وبین اہدار العمل باحدہما بالکلیۃ انتہٰی اور بحر العلوم نے شرح تحریر الاصول مین لکھا ہے قد یقال انہ یقدم الجمع علی الترجیح عندنا معشر الحنفیۃ واختارہ الشیخ ابن الہمام وہذا مذہب الشافعیۃ لقولہم الاعمال اولی من الاہدار انتہٰی اس جواب سے جواب اس اعتراض کا بھی ظاہر ہو گیا

جو بعض نادان کرتے ہین کہ کراہت تقبیل ید وغیرہ مذہب امام رح صاحب مذہب ہے
اور صاحب مذہب کے قول کے مقابل غیر کا قول مقبول نہین وجہ ظہور کی یہہ ہے کہ مذہب
امام کو ارباب شروح وحواشی جنکا وظیفہ شرح وبیان مراد کلام امام وترجیح راجح وتمیز قوی
وضعیف وصحیح وغیر صحیح وتقیید مطلق وغیرہ ہے معترض سے اچھا سمجھتے تھے انھون
نے محمل کلام امام کو بیان کردیا کہ مکروہ وہ تقبیل ہے جو بطریق شہوت ہو نہ مطلقاً جیسا کہ
معترض سمجھتا ہے تو پھر مذہب امام یہی ہوا کہ تقبیل ید وغیرہ جو بطریق برّ وکرامت ہو
جائز ہے جیسا کہ مذہب امام ابو یوسف رح کا ہے اور علامہ طحطاوی نے لکھا ہے کہ امام
محمد کا بھی یہی مذہب ہے جو امام ابو یوسف رح کا ہے اسی واسطے فقہا مذہب نے جو مذہب
امام کو خوب سمجھتے تھے تصریح بجواز عند الکل کردی جیسا کہ سابقاً در مختار سے گذرا فجائز
عند الکل نظیر اس مسئلہ کا مسئلہ استسقا ہے ارباب متون لکھتے ہین کہ مذہب
امام یہہ ہے الاستسقاء دعاء واستغفار بلا جماعۃ اسمین شراح کلام امام
کا اختلاف واقع ہوا بعض نے کہا جماعت مسنون نہین ہے اور بعض نے کہا جائز ہے
اور بعض نے کہا مکروہ ہے اور بعض نے کہا غیر مشروع ہے اور بعد نقل اس اختلاف کے
علامہ شامی شرح کبیر منیہ سے نقل کرتے ہین فالحاصل ان الاحادیث لما اختلفت فی
الصلوٰۃ بالجماعۃ وعدمہا علی وجہ لا یصح بہ اثبات السنیۃ لم یقل بہ
ابو حنیفۃ بسنیتہا ولا یلزم منہ بانہا بدعۃ کما نقلہ بعض المتعصبین
بل قائل بالجواز ۱۲ بعد اسکے خود کہتے ہین قلت والظاہر ان المراد بہ الندب
والاستحباب لقولہ فی الہدایۃ قلنا انہ فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
مرۃ وترکہ اخری فلم یکن سنۃ الخ ای لان السنۃ ما واظب علیہ وفعل

مرۃ مع الترك اخری یفید الندب اب یہانپر اگر کوئی کہے کہ مذہب امام عدم مشروعیت جماعت ہے استسقامین تو یہہ اسکی نادانی ہو کیونکہ تشریح فاہمین کلام امام ثابت ہوا کہ مراد امام نفی سنیت جماعت ہو نہ نفی نفس جواز تو پھر مذہب امام یہی ہوا کہ صلوٰۃ الاستسقاء بجماعت جایز ہے گو سنت نہو اسی طرح فیما نحن فیہ مین مذہب امام جواز ہے بطریق بر و کرامت اور کراہت بطریق شہوت علاوہ برین اگر یہی بات ہو کہ قول امام صاحب مذہب کے سامنے غیر کے قول کا اصلا اعتبار نہین تو جن مسائل مین امام محمد یا امام ابو یوسف یا امام زفر کے قول پر فتوی دیا گیا ہے اور وہ مسائل کثیرہ ہین کما فی کتب الفقہ وہ سب بقول معترض رد و بے اعتبار ہوگئے اور ائمہ دین جنھون نے فتوی مخالف مذہب امام بقول غیر دیا وہ سب نادان و بے سمجھ ٹھہرے ولا یقول بہ عاقل فضلا عن فاضل اور خود امام طحاوی رحمہ اللہ نے جو قائل کراہت تقبیل و معانقہ مین امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے امام یوسف رحمہ اللہ کے قول پر چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ لکہتے ہین واخذ الطحاوی بقول ابو یوسف فی شرح معانی الاثار فمن اراد ذالك فلیعاود الیہ فی شرح الاثار انتہے دوسرا شبہہ یہہ ہے کہ حدیث دال بر کراہت تقبیل ید وغیرہ حدیث قولی ہو اور حدیث دال بر جواز حدیث فعلی ہے اور قولی راجح ہے فعلی پر تو پھر عمل بر کراہت اولی اوسکا جواب یہہ ہو کہ احادیث دالہ بر جواز تقبیل ید وغیرہ قولی بھی ہین فعلی بھی ہین نفقط فعلی نہین ہین کما نقلنا سابقا اور شفاء قاضی عیاض مین ہے وعن بریدۃ سئل اعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما آیۃ فقال لہ قل لتلك الشجرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعوك فمالت الشجرۃ عن یمینھا وشمالھا وبین یدیھا وخلفھا فتقطعت عروقھا ثم جائت تخد الارض تجر عروقھا

مغبرّة حتی وقفت بین یدي رسول الله صلی الله علیه وسلم تسلیما فقالت السلام علیك یا رسول الله صلی الله علیه وسلم تسلیما فقال الاعرابی اُئمُرہا فلترجع الی منبتہا فرجعت فذلت عروقہا فی ذلك فاستوت فقال الاعرابی ائذن لی ان اسجد لك فقال لو امرت احدًا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجہا قال فأذن لی اقبل یدیك ورجلیك فاذن له انتہٰی اس حدیث شفا سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو دونون ہاتھ اور دونون پاؤن چومنے کا اذن دیا اسی کا نام حدیث قولی ہے کما لا یخفی علی الناظر فی اسفار الاحادیث تیسرا شبہ یہہ ہے کہ غالب حال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ تھا کہ صحابہ کرام عند الحضور سلام مسنون ادا کیا کرتے تھے اور تقبیل ید وغیرہ بعضے اوقات مین ثابت ہے اور اعتبار غالب وکثیر کو ہے نہ شاذ وقلیل کو اسکا جواب یہہ ہے کہ جو فعل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا آپ کے سامنے کسی نے کیا اور آپ نے سکوت فرمایا اگرچہ بعض اوقات مین ادنے درجہ اسکا جواز واستحباب ہے جیسا کہ علامہ شامی سے سابقًا نقل کیا گیا الفعل مرة مع الترک اخری یفید الندب اسیواسطے جمہور ائمہ دین نے جواز تقبیل ید وغیرہ کو اختیار کیا اور ساتھ انھین احادیث واردہ کے جنکو معترض بے اعتبار ٹھہراتا ہے استدلال کیا اگر غالب احوال کا اعتبار تھا تو پھر کیون بعض احوال جمہور نے جواز ثابت کیا اور امام ابویوسفؒ نے جو مجتہد فی المذہب ہین کیون اعتبار غالب احوال کا نہ کیا اور صاحب ہدایہ نے کیون نسخ پر حمل کیا بے اعتبار کہدینا جواب مین کافی تھا نسخ پر حمل کرنے سے تو یہہ ثابت ہوا کہ دلیل معتبر ہے اور استدلال صحیح ہے مگر احتمال ہے کہ حکم منسوخ ہو وفیما نحن فیہ مین تو فعل مرارًا واقع ہوا ہے اور حضرت رسالت سے اذن بھی صادر

ہوا ہے اور علامہ ابن حجر وغیرہ نے کہا کہ سنت ہے کما مرّ ایسے فعل مسنون کو برخلاف جمہور فقہا کے بے اعتبار کہنا کمال جرأت و بیبا کی ہے مولوی عبدالحی صاحب نے بھی غایۃ المقال مین لکھا ہے وذکر جمہور ائمتنا الحنفیۃ انہ لاباس بتقبیل ید العالم للتبرک والسلطان العادل لا لغیرھما ان لم یقصد تعظیم اسلامہ وکذا لاباس تقبیل الرجل الرجل علی وجہ البر والمودۃ انتہے اور مجموعہ فتاوی مین لکھا ہے

سوال بوسہ گرفتن بر رخسارہ کسے یا سر یا دہن یا پیشانی یا غیر آن جائز است یانہ

جواب اگر بوجہ اعزاز و تعظیم باشد واز شہوت امن باشد جائز است انتہی چوتھا شبہ یہہ ہے کہ ما نحن فیہ مین بعض علما قائل بکراہت ہین اور یہہ قاعدہ شرعی ہے کہ جب حلت و حرمت مین تعارض ہو جاوے تو ترجیح حرمت کو ہوتی ہے تو بحسب اس قاعدہ کے چاہئے کہ یہان ترجیح کراہت کو ہو۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ قاعدہ وقت تعارض کے ہے اور تعارض جب متحقق ہوتا ہے کہ طرفین مساوی ہون قوت وضعف مین اور یہان جواز قول جمہور مؤید باحادیث صحیحہ قوی ہے جیسا کہ سابقاً گذرا بخلاف کراہت تو پھر تعارض متحقق ہوا اور جب تعارض متحقق ہوا تو تحت قاعدہ مذکورہ داخل تھین اور حکم قاعدہ اسپر جاری نہین۔ پانچوان شبہ یہہ ہے کہ تسلیم کیا کہ تقبیل ید و رجل جائز بلکہ مستحب بلکہ سنت ہے مگر کس کیفیت و ہیئت کے ساتھ تقبیل رجل کرنا چاہئے یہہ جو زمین پر جھککر اور دونون زانو اور دونون ہاتھ زمین پر ٹیک کر دونون ہونٹون سے بزرگ کے پاؤن چومتے ہین ہماری نظر مین تو سجدہ کرتے ہین چاہیے کہ حرام ہو اور اسمین قیام اور انحنا و قعود بھی ہے یہہ سب افعال خاصہ صلوۃ مؤید حرمت ہین۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ تقبیل رجل کیواسطے کوئی کیفیت اور

اور ہیئت خاصہ شارع شریعت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین ہوے
اور کتب دینیہ موجودہ حال مین بھی کسینے ائمہ دین سابقین ولاحقین سے کوئی کیفیت
وہیئت مخصوصہ درباب تقبیل رجل بیان نہین فرمائے اور یہی حال تقبیل ید کا بھی
ہے اوسکے واسطے بھی کوئی کیفیت وہیئت خاصہ ثابت نہین حالانکہ وہ بھی محتمل اوضاع
وانواع متعددہ ہے مگر جو امر شارع سے مطلق بغیر قید وشرط کے ثابت ہوا اوسکو جسطرح
چاہئے مکلف ادا کرے مختار ہے جو فرد خاص اوسکے خارج مین پائے جاینگے اوسپر
وہی حکم مطلق کا دیا جائیگا۔ کما فی الاصول المطلق یجری علی اطلاقہ اور مولانا مفتی
تراب علی صاحب خاتمہ ہدایۃ المجتہدین مین لکھتے ہین حکمی کہ اصل آن در شرع شریف
ثابت است پس تعیین آن در وقتی خاص بسبب اندراج این وقت در اوقات ثبوت
آن اصل روا گردد زیرا کہ چون اصل شئی در ہر اوقات مشروع شد پس وقت
معین ہم یکی از افراد اوقات آن مطلق میباشد بجہت تحقق در افراد ظاہر است کہ ہر
فردی از مطلق کہ متحقق باشد باعتبار تعیین وتشخص خارجی مانع تحقق آن مطلق
نخواہد بود والا تحقق مطلق در فرد ممتنع باشد وہو کما تری تلخیص مرام آنکہ حکم مشروع
بر دو قسم ست مقید ومطلق ۔ و در مقید رعایت قیدکہ از شارع ثابت شدہ ضرورست ہرگز
تبدیل آن جائز نیست بخلاف مطلق کہ رعایت قید خصوصیت در آن از جانب شارع
مرعی نشدہ بلکہ ہر فرد آن صلاحیت تحقق مطلق میدارد اور موید اس قاعدہ کی حدیث
صحیح بخاری ہے قال حدثنا اسمعیل حدثنی مالک عن ابی الزناد عن الاعرج
عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال دعونی ما ترکتکم انما ہلک من کان
قبلکم بسؤالہم واختلافہم علی انبیاءہم فاذا نہیتکم عن شئی فاجتنبوہ واذا امرتکم

فاتوا منہ ما استطعتم شارح قسطلانی اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہین ای اترکونی مدۃ ترکی ایاکم بغیر امر بشئ ولا نہی عن شئ اولا تکثروا من الاستفصال فانہ قد یفضی الیٰ مثل ما وقع لبنی اسرائیل اذا مروا بذبح البقرۃ فشددوا فشدد اللہ علیہم کما قال انما اھلک من کان قبلکم الخ اس حدیث شریف سے بحسب تشریح شارح علی احد الاحتمالین یہہ ثابت ہوا کہ جس چیز کو مین نے یعنے آنحضرت نے مطلق چھوڑا ہے اور بغیر قید و شرط کے امر کیا ہے اوسمین زیادہ تفصیل مت طلب کرو والا محنت و مشقت مین پڑ جاؤ گے مثل بنی اسرائیل کے جب مامور ہوے بذبح مطلق بقرہ حاصل مطلب یہہ ہے کہ جسکو شارح شریعت نے بنظر مصلحت عباد مطلق رکھا ہے اور مقید بقیود و محدود بحدود نہین فرمایا ہے اسمین تفصیل طلب کرنے کی کچھہ ضرورت نہین جسطرح بندہ مکلف ادا کریگا ادا ہو جائیگا بلا مواخذہ اخروی اسیواسطے اعرابی نے جب اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذن پانون چومنے کا دیا اور مقید کسی ہیئت و کیفیت کے ساتھہ نہین کیا تو بلا طلب تفصیل کہ کسطرح چومون قدم مبارک کو چوم لیا اسیطرح اب بھی جسطرح کوئی چاہے اوسطرح کسی بزرگ واجب الاحترام کے قدم چوم لے بلا قید ہیئت مخصوصہ و کیفیت خاصہ مگر سجدہ سے جسکا رکن اعظم پیشانی زمین پر رکھنا ہی محترز رہے اور اس ہیئت سے بھی نہ چومے جسمین تعظیم مبدل باسارت ادب ہو جاوے جیساکہ بعض ناوان کہتے ہین کہ سر بزرگ کا زمین پر رہے اور پاؤن اونچے کر کے کھڑے کھڑے چومنا چاہئے تا انکار ہفوا اس بے عقل کو اتنا خیال نہین کہ صحابہ کرام نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کیا اس بے تعظیمی کے ساتھہ چومے ہونگے معاذ اللہ معاذ اللہ مگر یہہ وہابیہ اسماعیلیہ و اسحاقیہ جنکا مدار دین کی تحقیر و توہین پر ہے ایسی باتین اپنی سوء فہم

سے اختراع کیا کرتے ہیں خذلہم اللہ اور یہ ہیئت خاصہ جو شبیہ میں ذکر کی گئی سجدہ نہیں ہے
کیونکہ سجدہ کرنا عبارت ہے پیشانی رکھنے سے زمین پر اور ناک و پیشانی کے ساتھ سجدہ کرنا کمال
سنت ہے اور فقط ناک کے ساتھ سجدہ کرنا بر قول مفتی بہ صحیح نہیں فتاوی عالمگیری میں لکھا
ہے کمال السنۃ فی السجود وضع الجبہۃ والانف جمیعا ولو وضع احدھما
فقط ان کان من عذر لایکرہ وان کان من غیر عذر فان وضع جبہتہ دون
انفہ جاز اجماعا ویکرہ وان کان بالعکس فکذلک عند ابی حنیفۃ رح وقالا
لایجوز وعلیہ الفتوی ولو وضع خدہ او ذقنہ لایجوز لا فی حالۃ العذر
ولا فی غیرھا کذا فی خزانۃ المفتین وانما یجوز الاقتصار علی الانف اذا سجد
علی ما صلب منہ واما اذا سجد علی ما لان منہ وھو الارنبۃ فلا
یجوز کذا فی السراج الوھاج والجوھرۃ النیرۃ اور شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس
سرہ شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں وقد ذکرنا شیئا مذہب حنفیہ آنست کہ اولی و
افضل سجدہ بجبہہ وانف بود اما اگر اقتصار بیکی ازین کند نیز جایز ست پس اگر بجبہہ کند جایز ست
نزد امام ابو حنیفہ رح و صاحبیہ جمیعا در روایتی بی کراہت و در روایتی بکراہت واگر بانف کند تنہا
جایز نیست نزد صاحبیہ و از ابو حنیفہ نیز ہمچنین روایت کردہ اند و بروایتی از وی جایز بود ولیکن
مکروہ و دلیلش آنست کہ آنچہ مشہورست در احادیث ذکر وجہ است پس سجدہ عبارت از روی
نہادن بود در زمین و نہادن تمام روی ممکن نیست چہ جبہہ و انف بجہت بلندی آنہا مانع اند از آن
پس مامور بہ نہادن جزو وجہ باشد و وجہ چند جزو دارد جبہہ و انف و خدین و ذقن و وضع خدین
و ذقن جایز نباشد از جہت تعیین شارع جبہہ و انف را و نیز وضع خدین بے انحراف از قبلہ نباشد و
وضع ذقن در عرف علامت تعظیم نبود پس متعین شد جبہہ و انف الخ اور صورت مذکورہ میں نہ وضع

جبھہ ہے نہ وضع الف تو یہہ سجدہ نہین ہے تو یہہ حرام بھی نہونا چاہئیے اور موید اسکے جواز کی وہ روایت ہے جسکو ہمنے سابقاً شرح سفر السعادت اور مواہب سے نقل کیا اور وہ یہہ ہے

پس عداس بر دست و پاے مبارک وی بروی افتاد و بوس کرد و مسلمان شد فاکب عداس علی یدیہ و راسہ و رجلیہ یقبلھا و اسلم ۱۲ اور قیام اور انحنار و قعود کو افعال خاصہ صلوٰۃ کہنا سفاہت ہے قیام کا حال خود معلوم ہوا کہ سنت ہے اور حدیث قوموا الی سیدکم مشہور ہے اور عالمگیری کے خاتمہ کتاب الحج فی زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین مسطور ہے ویقف کما یقف فی الصلوٰۃ الخ کذا فی الاختیار شرح المختار یعنے بروقت زیارت قبر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سلام کرنیکے ایسا کھڑا رہے جیسا نماز مین کھڑا رہتا ہے اور شاہ عبد الحق دہلوی نے جذب القلوب مین لکھا ہے

و در وقت سلام بر آنحضرت و وقوف در آنجناب با عظمت دست راست بر دست چپ نہد چنانچہ در حالت نماز کند کرمانی کہ از علمار حنفیہ ست تصریح بان کردہ انتہی اور علامہ شیخ حسب اللہ مکی شافعی حاشیہ مذکورہ مین لکھتے ہین ان الوقوف حال الزیادۃ افضل من الجلوس الا لعذر کمرض او تعب من طول القیام واذا وقف او جلس فالاولیٰ لہ وضع یمینہ علی یسارہ کالصلوٰۃ کما اقتصر علیہ فی الحاشیۃ واقرہ ابن علان واخر کلامہ فی الجوھر لیشیر الجلیل الیہ انتہے مختصراً خلاصہ مطلب اسکا یہہ ہے کہ بروقت زیارت قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ باندھکے مثل نماز کے کھڑا رہے اور اگر بعذر بیٹھ بھی جاوے تو بھی اسیطرح سیدھا ہاتھ بائین پر رکھکر باادب بیٹھے اور انحنار کا حال بھی معلوم ہو چکا اور قعود دو زانو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یہہ سب اختراعات وہابیہ ہین اس حیلہ سے مسلمانون کو کافر مشرک

بنایا کرتے ہین کما ہو مفصل مبسوط فی الرسائل المصنفۃ فی رد ہم من شاء فلیرجع
الیہا چھٹا شبہ یہہ ہے کہ قدمبوسی اگرچہ مطلقاً جایز ہے اور آداب مشروعہ مسنونہ سے
ہی مگر اسمین خوف ہے کہ عوام قدمبوسی کرتے کرتے کہین سجدہ نہ کرنے لگین اسواسطے اس سے
منع کرنا چاہیے اور سداً للذرایع وحفظاً للشرایع اس قدمبوسی کو سجدہ کہنا چاہیے اور
اسپر حرمت کفر و شرک کا فتوی دینا چاہیے مصلحت وقت اسی کی متقاضی ہو اسکا
جواب یہہ ہے کہ مصلحت عباد کو شارع کہ فی الحقیقت اللہ ہی خوب جانتا ہے اوسکے
بعد اللہ کا رسول جن پر شریعت نازل ہوئی اوسکے بعد صحابہ کرام جو شرف بشرف
صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور زمانہ وحی کو دیکھا تھا اونکے بعد مجتہدین و دیگر
ائمہ دین جنھون نے تنقیح و توضیح مسائل دین کی کی اور سدّ ذرایع و حفظ شرایع و رفع
فساد و دفع الحاد مین نہایت کوشش کی جب انھون نے قدمبوسی کو جایز رکھا اور
کسی کو منع نہ کیا اور سجدہ اوسکو نہ ٹھہرایا اور حرمت و کفر کا فتوی نہ دیا تو تم میان معترض
کو نسا منصب مناصب دین سے رکھتے ہو جو ان سب کے مخالف فتوی دیتے ہو اور صدہا
مسلمانونکو فاسق و کافر بناتے ہو اور اس کا نام مصلحت وقت رکھتے ہو سبحان اللہ سبحان اللہ
کیون تمھو جب مسلمانونکے کافر بنانے پر کمر ہمت مضبوط باندھی گئی تو مصلحت و سد
ذرایع کی ٹٹی کھڑی کی گئی اوسکے آڑ مین تفسیق و تکفیر اہل اسلام آسان ہوگئی اور
مسلمانونکے مال و جان مباح ہونے کا بہت خاصہ وسیلہ ہاتھ آیا محمد بن عبد الوہاب
نجدی امام وہابیہ نے اسی قبیل کے حیلون سے مال و جان اہل اسلام مباح کیا تھا اور
ہزارون مسلمانونکو مشرک و کافر نام رکھکر تہ تیغ کیا آخر کار غضب الٰہی نے جوش کہایا اور
مطابق فرمودہ مولانا روم رہ باش ای ملعون کہ قہر ما رسید تہ تیغ قہر الٰہی سے

ملاک ہوا ابتک وہابیہ کا یہی مذہب ہے کہ مباح مکروہ حرام شرک کو ملا کر سب پر کفر و شرک
کا حکم کر دیتے ہین جب علماء اہل سنت استفسار کرتے ہین کہ مباح و مکروہ و حرام یہہ
سب شرک کسطرح ہوئے تو جواب دیتے ہین ہمنے تو مصلحۃً اسپر اطلاق شرک کا
کیا ہے تا لوگ ڈرین اور باز آوین ارے گمراہو تم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جنکا
لقب بشیر و نذیر ہے بڑہکر مصلحت عباد سمجھتے ہو کہ جسکو انھون نے کفر نہ کہا تم کفر کہتے ہو
یہہ سب مکر و فریب و وسوسہ شیطانی ہے جو وہابیہ پیش کرتے ہین شریعت نبوی صراط
مستقیم ہے اسمین افراط و تفریط نہین ہے اپنی طرف سے اسمین کم زیادہ کرنا الحاد و
زندقہ ہے ذرا خیال کرنے کی بات ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی یعنے بادیہ
نشین کو جنمین جہل زیادہ ہوتا ہے اذن پاؤن چومنے کا علی الاطلاق دیا اور یہہ بھی
نہ فرمایا کہ میرے چومے تو چومے پھر کسی کے نہ چومنا شاید آپ کو بھی یہہ مصلحت جعلی معترض
کی معلوم نہوگی والعیاذ باللہ پھر صحابہ کرام سے بھی کسی کو خیال سد ذرایع کا نہ آیا اور
کسیکو منع نہ فرمایا پھر علمای دین سے بھی کسی کے ذہن مین یہہ مصلحت نہ آئی اور
جمہور نے حکم جواز کا دیا باوجودیکہ سد ذرایع مین اونکی سعی بحد کمال تھی دیکھو
علامہ ابن حجر نے جنکا علم و فضل ایک عالم مین علم ہے فتوی جواز تقبیل قدم کا دیا
اور فرمایا سنت ہے اور مصلحت معترض پر عمل نہ کیا اور کفر و شرک کا فتوی نہ دیا
علی ہذا القیاس امام نووی نے بھی فتوی جواز کا دیا اور مصلحت معترض کا نہ خیال
کیا اسیطرح اور علما کا حال ہے شاید یہہ سب عند المعترض خطادار بلکہ گنہگار
ہونگے نعوذ باللہ من سوء الفہم و غلبۃ الوہم علماء سابقین کی تو مسلمانان کو کفر سے
بچانے مین یہہ کوشش کہ جس مسئلہ مین ایک کم سو وجہ سے کافر ہوتا ہو اور ایک

وجہ سے مسلمان رہتا ہو تو اوسکو اسلام سے خارج نکرنا چاہیے اور جناب معترض کی یہہ
کوشش کہ جبراً مسلمان کو کافر بنانا چاہیئے اگرچہ واقع مین وہ مسلمان ہو لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم سادساً ان شبہہ یہہ ہے کہ یہہ پاؤن چومنا خصوصیات سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے غیر کے پاؤن چومنا جایز نہین اسکا جواب یہہ ہے کہ خصوصیات
بدون دلیل شرعی ثابت نہین ہوتی ولیس فلیس اور یہہ خصوصیات سے ہوتا تو ائمہ
دین باین ہمہ تبحر واحاطہ علوم شریعت کے جواز علی العموم پر استدلال باحادیث
واردہ نکرتے وقد مر استدلالھم بہا فتذکر پھر جس حدیث مین تقبیل ید
ہے اوسمین تقبیل قدم بھی ہے اگر تقبیل قدم بلا دلیل مخصوص تھے تو پھر تقبیل ید بھی
مخصوص ہونا چاہیے۔ ولا قائل بہ بل صرح بعض العلماء بان تقبیل ید
نحو العالم سنۃ قال الزیلعی ورخص الشیخ الامام السرخسی وبعض
المتاخرین تقبیل ید العالم المتورع علی سبیل التبرک وقبل ابو بکر
رضی اللہ عنہ بین عینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما قبض
وقال سفیان الثوری تقبیل ید العالم وید السلطان العادل سنۃ فقام
عبد اللہ بن المبارک فقبل راسہ انتہے منح الغفار اور سفیان بن عیینہ کا مناظرہ
ساتھ امام مالک کے جو درباب خصوصیت وعدم خصوصیت تقبیل ومعانقہ ہوا ہے
اوسکا حال شاہ عبد الحق قدس سرہ نے ترجمہ مشکوۃ مین یون لکھا ہے سمہودی در
وفاء الوفا باخبار دار المصطفےٰ آوردہ کہ سفیان بن عیینہ کہ شیخ امام شافعی است بر
مالک درآمد مالک مصافحہ او کرد و گفت معانقہ نیز نکردم اگر بدعت نبودی سفیان گفت
بتحقیق معانقہ کردہ است انکہ بہتر است از من وتو ومعانقہ کردہ است پیغمبر صلی اللہ

علیہ وسلم جعفر بن ابیطالب را تقبیل کرد اور در وقت قدوم او از حبشہ مالک گفت
آن مخصوص بہ جعفر ست سفیان گفت لا بلکہ عام ست و حکم ما و جعفر بلکیست اگر از صالحان
باشیم اذن میدہی کہ در مجلس تو تحدیث کنم مالک گفت نعم اذن داد پس سفیان سوق
حدیث کرد بسند یکہ داشت و مالک سکوت کرد انتہی آٹھوان شبہہ یہ ہے کہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے جو حضرت عباسؓ کے پاؤن چومے ہین سو حضرت عباس جیسا
شخص کہان ہے جسکے پاؤن چومنا درست ہون حاصل یہہ کہ خصوصیات سے حضرت
عباس کے ہے اسکا جواب ساتوین شبہہ کے جواب سے ظاہر ہے نوان شبہہ یہ ہے
کہ جس حدیث مین یہہ وارد ہوا کہ یہود نے پاؤن آنحضرت کے چومے ہین یہہ فعل یہود
ہے اور فعل یہود شرع مین حجت نہین اسکا جواب یہہ ہے کہ فعل یہود کے ساتھہ علماء
نے استدلال نہین کیا بلکہ استدلال اس وجہ سے کیا کہ جب یہود نے یہہ فعل کیا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا باوجودیکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
آپ پر واجب تھا تو یہہ منع نہ فرمانا حضرت کا حجت جواز ہے کیا مثل دسوان شبہہ یہہ ہے
کہ درمختار مین لکھا ہے التواضع لغیر اللہ حرام اور قدمبوسی بھی تواضع لغیر اللہ
ہے بلکہ غایت تواضع تو یہہ بھی حرام ہونا چاہیے اسکا جواب یہہ ہے کہ تواضع لغیر اللہ
وہ ہے جو واسطے حاصل کرنے دنیا اور شہوت حرام کے ہو مثل تواضع عاشق شہوت
پرست کے ساتھ معشوق کے واسطے شہوت رانی کے یہہ تواضع حرام ہے اور جو تواضع
واسطے فقیر اور کبیر السن اور معلم اور عالم و صالح وغیرہ کے ہو وہ للہ ہے نہ لغیر اللہ اور
مرغوب و مطلوب شارح طحطاوی مین لکھا ہے المراد التواضع لتحصیل اغراض
الدنیا و شہوۃ حرام کتواضع المحب لمحبوبہ فاما تواضعہ لفقیر او کبیر

فی السن والعلم فترجع الی اللہ انتہٰی اور شامی مین لکھا ہوای اذلال النفس
لنیل الدنیا والاخفض الجناح لمن دونہ مامور بہ سید الانام علیہ
الصلوٰۃ والسلام یدل علیہ مارواہ البیہقی عن ابن مسعود رض
من خضع لغنی ووضع لہ نفسہ اعظاما لہ وطمعا فیما قبلہ ذہب
ثلثا مروتہ وشطر دینہ انتہٰی اس چند سوالات وجوابات کے لکھنے مین کلام
طویل ہوگیا مگر چونکہ وہابیہ گستاخ وبے ادب اسطرح کے شبہات رکیکہ اور خدشات
ضعیفہ عوام الناس کے ذہن مین ڈالتے ہین اور وہ بیچارے بسبب بے علمی کے دفع
نہین کر سکتے ہین اور انکی بات کو قبول کر لیتے ہین اور مثل اونکے آداب مشروعہ کو چھوڑ
کر بے ادب بنجاتے ہین ومن لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا کے
مصداق ہوجاتے ہین اسواسطے شبہات کو دفع کردیا گیا تا عوام الناس اونکے
دام فریب مین نہ آوین واللہ الهادی وعلیہ اعتمادی فی مبدأی ومعادی
وهو الناصر والمعین علی الاعادی والصلوٰۃ والسلام المتمادی علی من هو

الی الحق خیر داع ومنادی وعلی آلہ وصحبہ

الامجاد المبشرین بالمعالی والدرجات

العوالی یوم

التنادی

کتبہ محمد عبد القادر بانعکاظ عفی اللہ عنہ وعن والدیہ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو یہ فتویٰ مولفہ مکرمی فاضل جلیل مولانا مولوی عبد القادر صاحب باعلکظ زادت برکاتہم کا دیکھنے مین آیا مجیب مصیب نے بعون اللہ تعالیٰ نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ موافق مسلک مختار محققین اختیار کرکے کہ مسئلہ جواز تقبیل دست و پای صالحین کا بنیت صالحہ کو انکے کتب مستندہ مین مانند اذکار وغیرہ کے تحقیق کیا گیا ہے اس فتوے کو مرتب فرما کر تمام اہل اسلام پر احسان فرمایا اور شبہات مکفرین اہل اسلام اور مفسقین محققین اعلام کو بخوبی باطل کیا جزاہ اللہ تعالےٰ عنی و عن سایر المسلمین احسن الجزاء حررہ الفقیر احقر الطلبہ عبد القادر القادری بدایونی غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ وستر عیوبہ آمین

جواب صحیح ہے۔ بیشک تقبیل الرجل کی حقیقت اور ہے اور سجدہ کی حقیقت اور۔ سجدہ خاص اللہ جل جلالہ ہی کے واسطے ہے کسی دوسرے کے واسطے ہرگز جایز نہین۔ اور تقبیل الرجل واسطے تعظیم کسی بزرگ ذی فضل وکمال کے بوجہ اسکے بزرگی و عظمت کے جایز ہے ہرگز شرک یا کفر نہین جیسا کہ مجیب سلمہ اللہ تعالیٰ وجزاہ احسن الجزاء نے باشباع تمام بیان کیا ہے۔ اور انحنا رغیر کے واسطے وہ مکروہ ہے جو مقصود بالذات اور بقصد تعظیم ہو۔ اگر کسی دوسرے عمل مقصود بالذات سے انحنا لازم آجاوے اور مقصود نہو تو وہ مکروہ نہین تقبیل الرجل سے اکثر انحنا لازم آتا ہے مگر مقصود نہین ہوتا پس یہ انحنا مکروہ نہین واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم و احکم

حررہ محمد لطف اللہ الحنفی ساکن علیگڈھ عفا اللہ عنہ۔ ۲۔ جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ ہجریہ

(مہر: محمد لطف اللہ ۱۲۸۶)

حامدًا ومصليا ومسلما

لا شك في جواز تقبيل رجل الرجل الصالح النبيل كما ذكره العالم الكامل مولانا المفتي بالتحقيق والتفصيل وبينه ببيان صاف يروی الغليل وبرهن ببرهان شاف يشفي العليل واثبت الحق باحسن وجه ودليل. واوضح الفرق باكمل ايضاح بين السجدة والتقبيل وقطع عرق الشبهات ومزخرفات الاباطيل بقواطع حجج كاشفة عن الحق تمويهات مموهات الاقاويل فلم يترك عذرا يتعذر به المتعذر الكليل ولم يذر علة يتعلل بها المتعلل العليل جزاه الله عنا يوم الجزاء الجزاء الجميل وسلك بنا وبه اعدل الطريق وسواء السبيل حرره واملاه العبد المفتقر الى مولاه **محمد عبيد الله** رزقه الله نور الايمان وحلاه وحلاه بجلاه

بسم سبحانه نحمدك اللهم على عظيم نعمائك ونصلي ونسلم على سيد انبيائك وعلى آله واصحابه البررة الكرام الملازمين لسنته عليه افضل الصلاة والسلام ونسئلك اللطف والتوفيق والهداية الى احسن طريق والحفظ عن العناد والحسد وكل مايوجب الخذلان من التعصب والتشدد خصوصا في الاديان وبعد فاني رايت اكثر الاختلافات الواقعة في هذه البلاد اصل منشئها التعصب والتشدد والعناد وكل طائفة تجتهد في اثبات طريقتها مع الترجيح والتفضيل في الاخرى تكثر الرد وتشتفي باطالة اللسان بالشتم والتجهيل والحال ان الكل لو رجع الى طريق الانصاف وترك طريق الاعتساف يرى ان الخلف لفظي فان كل طالب علم يعلم ان الشريعة الغراء مبنية على التسهيل والتيسير

مانعة عن العناد والتشدد والتعجيل بالتكفير والشيطان الرجيم هو العدو المبين.
لم يزل يسعى بالشقاق بين المسلمين خصوصا العلماء منهم والمتقين ويحسّن
لهم ماهو سبب اصل شقائه من العناد والعصبيه والاجتهاد في تقوية الجانب
واظهار الحميّة وكل ذلك لايليق باهل هذه الشريعة الغراء التي هي الذهب الصافي
بل الحليب اللطيف السائغ الطاني من بين فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربين
نسئله تعالى الهداية والعصمة امين واما مسئلة السجود والانحناء له فذلك
غير جائز الا للخالق سبحانه وتعالى واما مجرد الانحناء بلا قصد سجود بل للتعظيم
فهو مكروه وقال بعضهم بالحرمة واما تقبيل نحو اليد او الراس والرجل والانحناء
له فمكروه في حق ارباب الدنيا ومندوب في حق اهل العلم وذلك لايقال له سجدة قال العلامة
ابن حجر في تحفته وحني الظهر مكروه وقال كثيرون حرام للحديث الحسن انه صلى الله
تعالى عليه وسلم نهى عنه وعن التزام الغير وتقبيله وامر بمصافحته وافتى المصنف
يعني النووي بكراهة الانحناء بالراس وتقبيل نحو راس اويد اورجل لاسيما لنحو
غني لحديث من تواضع لغني ذهب ثلثا دينه ويندب ذلك لنحو صلاح او علم
او شرف لان ابا عبيدة قبل يد عمر رضي الله عنهما انتهى بالحرف وهذا نص في
المطلوب وموافق لما حرره صاحب الرسالة العالم الفاضل جازاه الله خير الجزاء
والله تعالى اعلم حرره بقلمه احد خدمة العلم
بالحرم الشريف اسير نفسه كثير المساوي عبد الله بن سيدي محمد صالح الزواوي عفي عنه امين
(مہر: عبد الله بن محمد صالح الزواوي)

ترجمہ ساتھ نام اللہ سبحانہ کے شروع کرتا ہوں حمد کرتے ہیں ہم تیری اے اللہ میرے
اوپر بڑی نعمتوں تیری کے اور درود اور سلام بھیجتے ہیں ہم اوپر سردار تمام نبیوں میرے

کے اور اوپر اونکے آل واصحاب کے جو نیک و بزرگ تھے اور ملازم تھے اونکی سنتون کے اوپر اونکے افضل درود اور سلام اور مانگتے ہین ہم تجھسے لطف اور توفیق اور ہدایت طرف اچھے راستے کے اور حفاظت عناد و فساد سے اور ہر اس شی سے جو واجب کرے خواری کو تعصب اور تشدد سے خصوصاً بیچ امور دین کے اور بعد حمد و صلوۃ کے پس تحقیق دیکھا مین نے اکثر اختلافون کو جو واقع ہین ان شہرون مین کہ اصل منشا اونکا تعصب اور تشدد اور عناد ہے اور ہر ایک گروہ کوشش کرتا ہے بیچ ثابت کرنے اپنے طریقہ کے ساتھ ترجیح و فضیلت دینے کے اور دوسرا گروہ بکثرت رد کرتا ہے اور تشفی کرتا ہے اپنے ساتھ زباندرازی اور گالی اور جاہل کہنے کے اور حال یہہ ہے کہ تحقیق اگر سب رجوع کرین طرف طریق انصاف کے اور چھوڑ دیوین طریق بے انصافی کو پاوینگے اختلاف کو لفظی پس تحقیق ہر طالب علم جانتا ہے کہ تحقیق شریعت غرا مبنی ہے سہولت اور آسانی پر مانع ہے عناد اور تشدد اور عجلت تکفیر سے اور شیطان رجیم وہ دشمن ظاہر ہے ہمیشہ کوشش کرتا ہے بیچ اختلاف ڈالنے کے مابین مسلمانون کے خصوصاً مابین علما اور متقیون کے اور اچھا بناکر دکھلاتا ہے اونکو اس شی کو جو اصل سبب ہے اونکے تفاوت کا عناد و عصوبت اور کوشش ہے بیچ تقویت جانب اور اظہار حمیت کے اور یہہ تمام نہین لایق ہے ساتھ اہل اس شریعت روشن کے جو سونا صاف ہے بلکہ دودھ ہے لطیف خوشگوار اوپر آنے والا گوبر اور خون کے بیچ سے خالص خوشگوار واسطے پینے والونکے مانگتے ہین ہم اللہ تعالے سے ہدایت اور عصمت آمین . اور لیکن مسئلہ سجود اور انحنا واسطے اونکے سو یہہ نہین جایز ہے مگر واسطے خالق سبحانہ و تعالی کے اور فقط انحنا یعنے جھکنا بغیر قصد سجدہ کے بلکہ واسطے تعظیم کے پس وہ مکروہ ہے اور کہا بعض نے کہ حرام ہے اور چومنا مثل ہاتھ اور سر اور پاؤن کا

اور جھکنا واسطے اوسکے پس مکروہ ہے واسطے ارباب دنیا کے اور مندوب و مستحب ہے
واسطے اہل علم کے اور اسکو نہین کہا جاتا ہے سجدہ کہا علامہ ابن حجر نے اپنے تحفہ مین و حنی الظہر
یعنے جھکانا پٹیھ کا مکروہ ہے اور کہا بہت نے حرام ہے واسطے حدیث حسن کے کہ تحقیق
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اُس سے اور التزام غیر یعنی معانقہ سے اور تقبیل سے اور
امر کیا ساتھ مصافحہ کے اور فتوی دیا مصنف یعنے نووی نے ساتھ کراہت سر جھکانے
اور چومنے مثل سر اور ہاتھ اور پانوٴن کے خصوصا واسطے غنی اور مثل اوسکے واسطے
حدیث وارد کے کہ جسنے تواضع کی واسطے غنی کے گیا دو ثلث دین اوسکا اور مستحب ہے یہ
سر جھکانا اور چومنا واسطے صلاح اور علم اور شرف کے اسواسطے کہ ابو عبیدہ رض نے چوما
ہاتھ حضرت عمر رض کا انتہی بحرفہ اور یہہ نص ہے مطلوب مین اور موافق ہے واسطے اوسکے
جو لکھا ہے صاحب رسالہ عالم و فاضل نے جزا دیوے اوسکو اللہ جزا خیر واللہ تعالی اعلم
لکھا اوسکو اپنے قلم سے ایک نے حرم شریف کے خادمون علم سے اسیر اپنے نفس کا کثیر المساوی
عبداللہ بن سید محمد صالح زواوی عفی عنہ آمین

الحمد لمن لہ العظمۃ والکبریاء والصلوۃ والسلام
علی من فضلہ علی الانبیاء و علی الہ واصحابہ الاصفیاء اما بعد فان ما
حققہ مولینا المجیب ہو المذہب المنصور وعلیہ عمل المشایخ وہو قول الجمہور
وہو عن الصحابۃ منقول وماثور کما ہو فی عامۃ الکتب الدینیہ مکتوب و مسطور
و وردت بہ الاحادیث الصحیحۃ قد ولھا الائمۃ نحو الروایۃ والرویۃ و
تلقتہا الامۃ بالقبول واستدل بہا علی جواز التقبیل للعلماء الفحول فلا ینکر
جوازہ الا فاقد البصیرۃ کالممیز بین الشعرۃ والشعیرۃ او مکابر یکابر بجحود او انکار

ومجادل يجادل بالباطل علوا واستكبارا؛ كلّ بضاعته المجادلة والمكابرة؛ وجل صناعته المشاغبة والمشاجرة؛ غاية همته تلبيس الحق بالباطل؛ ثم املاءه على كل جاهل وغافل؛ تلبيس التقبيل بالسجود؛ والمقبّل بالساجد والمقبل بالمسجود مع ان التقبيل بالشفاه؛ والسجود بوضع الجباه؛ فكانه لم يميز بين العين والغين؛ وينادى في الناس العين العين؛ ليت شعري كيف شبه هذا بذاك؛ والفرق واضح كما هو بين السمك والسماك؛ ثم العجب من اجترائه على المسلم بالتكفير؛ بامر جوزه من العلماء الجم الغفير؛ تالله انه لفاق الخوارج في التكفير؛ والقيام على المسلم بالنكير والنفير؛ فانهم يكفرون[1] بالكبيره؛ وهذا بالسنة[2] الصحيحة الشهيرة والحش منه تشبيه التقبيل بالسجدة للاصنام؛ والحكم على المقبلين المسلمين للاحكام بالردة عن الاسلام ولعمرى لا يجترء على مثل الا من كان اصله من عبدة الاصنام؛ فاشتاق الاصل وشاقق الحق ونافق اهل الاسلام؛ فان المرء يتفوه بما فيه بفيه؛ وكل اناء يترشح بما فيه ولا غرو فان الوهابية لهم قدم راسخ في التكفير والتوهين؛ فانهم قد كفروا بالمباحات بل المندوبات كثيرا من المسلمين المتقدمين والمتاخرين. وطالت السنتهم في جانب سيد المرسلين صلى الله عليه وعلى اله وصحبه وسلم بل في جناب الحق تعالى سبحانه رب العلمين؛ مذهبهم الطعن واللعن في ائمة الدين؛ بالسنة حداد مشحذة للمومنين؛ وعادتهم التحقير والتوهين؛ وديدنتهم الدندنة بالتكفير على المسلمين؛ نداءهم في التابعين حى على التكفير؛ ودعاءهم في الطايعين هلموا الى التوهين والتحقير؛ وهم الى طعن السلف من الصلوٰة اعجل؛ وعلى لعن الخلف

---

[1] قوله بالكبيره الباء للسببية والمضاف محذوف والتقدير بارتكاب الكبيرة ومعناه الخوارج يكفرون مرتكب الكبيرة بسبب ارتكابها

[2] قوله بهذا بالسنة الخ الباء للسببية والمضاف محذوف [illegible] والتقدير بمباشرة السنة والمعنى يكفر المسلم بسبب مباشرة [illegible] والمراد بالسنة [illegible] العمل الثابت بالاحاديث الصحيحة المشهورة

من استقبال القبلة اقبل کما ھو مذکور فی محلہ و مسطور فی رسائل الرد علیھم بفلہ وجلہ خذلھم اللہ واخزاھم وقد نا من شرھم واذاھم قال فی رد المحتار کما وقع فی زماننا اتباع عبد الوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم ھم المشرکون واستباحوا بذلک قتل اھل السنۃ وقتل علمائھم حتی کسر اللہ شوکتھم وخرب بلادھم وظفر بھم عساکر المسلمین الخ وقال فی سوال فتوی مکۃ قد حدث فی ھذہ الازمان بتلک البلدان قوم فرقوا کلمۃ الاسلام وخالفوا اھل السنۃ والجماعۃ فی الاصول والاحکام وسموا انفسھم موحدین وکل من عداھم من المتقدمین والمعاصرین بالمشرکین الخ رقمہ الراجی الی رحمۃ ربہ الشکور **عبد الغفور** صانہ اللہ عن الآفات والشرور

ترجمہ سب تعریف ثابت ہی واسطے اسکے جسکے لئے خاص عظمت اور بڑائی ہی اور درود و سلام اوپر اونکے جنکو فضیلت دی تمام نبیوں پر اور اوپر اونکے آل و اصحاب برگزیدہ پر اما بعد پس جو تحقیق بیان کیا مولینا مجیب نے یہی مذہب منصور ہے اور اسی پر عمل کیا مشایخ نے اور یہی قول جمہور ہے اور یہی صحابہ کرام سے منقول و ماثور ہو جیسا کہ تمام دین کی کتابون مین مسطور ہے اور احادیث صحیحہ اس باب مین وارد ہین بروایت ایمہ روایت صاحب دانش و فکر قبول کیا اون حدیثون کو علماء امت نبوی نے اور استدلال کیا ساتھ انکے بڑے بڑے عالمون نے اوپر جواز قدمبوسی کے پس نہین انکار کریگا جواز قدمبوسی کا مگر دل کا اندھا جسکو شعر و شعیر مین تمیز نہین اور یا مکابر جو مکابرہ کرتا ہے بانکار و جحود حق اور یا مجادل جو مجادلہ باطل کرتا ہے بسبب فخر و تکبر کے جسکی تمام پونجی مجادلہ اور مکابرہ ہے اور بڑی

ضاعت اوسکی نزاع اور جھگڑا ہے غایت ہمت اوسکی یہہ ہے کہ حق کو باطل کے ساتھہ ملانا
اور ہر جاہل و غافل کو پڑھکر سنانا پس تلبیس اوسکی یہہ ہے کہ قدمبوسی کو سجدہ کہتا ہے اور
قدمبوسی کرنے والے کو ساجد اور جس بزرگ کی قدمبوسی کیجاوے اوسکو مسجود لہ باوجودیکہ
قدمبوسی لبون سے ہوتی ہے اور سجدہ ساتھہ پیشانی رکھنے کے پس گویا کہ اوسکو تمیز نہین
مابین عین و غین کے اور لوگون مین پکارتا ہے کہ غین بھی عین ہے کاشکے ہوتا شعور میرا
کسطرح مشابہ کرتا ہے تقبیل کو ساتھہ سجدہ کے حالانکہ فرق مابین دونون کے ظاہر ہے
جیسا مابین زمین و آسمان کے پھر تعجب ہے اوسکی دلیری سے کہ مسلمان کی تکفیر کرتا ہے ساتھہ
ایسے امر کے جسکو جایز رکھا علما سے ایک جماعت کثیر نے قسم اللہ کی یہہ شخص بڑھ گیا خارجیون
بیچ تکفیر اور قایم ہونیکے مسلمان پر تکفیر و نفیر کیونکہ خارجی مسلمان کو کافر کہتے ہین بسبب ارتکاب
کبیرہ کے اور یہہ کافر کہتا ہے بمباشرت سنت جو ثابت ہے باحادیث صحیحہ مشہورہ اور اس سے
بدتر ہے تشبیہ دینا اوسکا تقبیل کو ساتھہ سجدہ کرنے کے بتون کو اور حکم کرنا تقبیل کرنیوالونپر
جو مسلمان تسلیم کرنیوالے جمیع احکام دین کے ہین ساتھہ ردت کے اسلام سے اور قسم بھی
میرے عمر کی کوئی دلیری نکریگا ایسے امر پر مگر جسکی اصل بت پرستون سے ہو اور مشتاق
ہو اپنی اصل کا اور خلاف کیا حق کا اور نفاق کیا اہل اسلام سے کیونکہ جو آدمی کے اندر
ہوتا ہے وہی مونہہ سے نکلتا ہے اور برتن مین جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے اور کچھہ تعجب نہین کیونکہ
وہابیون کا قدم مضبوط گڑا ہوا ہے تکفیر و توہین مسلم مین کیونکہ انھون نے تکفیر کی بسبب
مباشرت مباحات بلکہ مستحبات کے بہت مسلمانون کی متقدمین اور متاخرین سے اور زبانین
اونکی دراز ہو رہین بجناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ بیچ جناب حق تعالے سبحانہ
رب العالمین کے مذہب اونکا طعن و لعن ایمہ دین ہے ساتھہ زبانون کے جو مثل چھریون کے

خوب تیز کیگئی ہین واسطی مومنونکی عادت اونکی تحقیر و توہین ہے اور خصلت اونکی بعض بھانا ساتھ تکفیر کے مسلمین پر ہذا اونکی اپنے تابعین مین حی علی التکفیر ہے اور صدا اونکی طالبعین مین ملموا الی التوہین والتحقیر ہے طعن سلف کے طرف نماز سے زیادہ جلدی کرتے ہین اور لعن خلف پر استقبال قبلہ سے بڑھکر اقبال کرتے ہین جیساکہ وہ اپنے جگہ پر مذکور ہے اور انکے ردمین جو رسائل بنے ہین اونمین سب مسطور ہے خذل و خوار کرے اللہ اونکو اور اونکے شر و اذیت سے بچاوے ہمکو کہا بیچ رد المحتار حاشیہ در مختار کے جیساکہ واقع ہوا ہمارے زمانے مین تابعین عبدالوہاب نکلے نجد سے اور غالب آئے حرمین پر اور بظاہر حنبلی مذہب کہلاتی تھے لاکن اونکا اعتقاد یہہ تھا کہ ہمین مسلمان ہین اوجہ ہمارے اعتقاد کے مخالف ہے وہ مشرک ہے اور اس حیلہ سے مباح کیا قتل اہل سنت اور اونکے علماء کا یہانتک کہ توڑا اللہ نے اون کی شوکت کو اور ویران کیا اونکے شہرونکو اور فتح پائی اوپر لشکر اسلام نے الخ اور سوال فتوے مکہ مکرمہ مین لکھا ہے تحقیق پیدا ہوئی اس زمانے مین اون شہرون مین ایک قوم جنے تفریق کی کلمہ اسلام کی اور مخالفت کی اہل سنت و جماعت کی بیچ اصول اور احکام کے اور نام رکھا انھون نے اپنا موحد اور اپنے غیر کا متقدمین ہٹے یا معاصرین سے مشرک الخ۔

الجواب صحیح واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم واحکم۔

حررہ احقر البشر **سکندر** عفی اللہ تعالیٰ عن سیاتہ

المجیب مصیب ولہ ثواب عظیم حررہ احقر العباد **حسن بن نور محمد**

عفی عنہما وعن جمیع المؤمنین والمؤمنات آمین آمین آمین یارب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحبہ وازواجہ الطاہرات امہات

المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔

ھٰذا الجواب صحیح والمجیب مصیب ولہ ثواب عظیم ومن قال غیر ذلک فقد ضل وغوی کتبہ خادم الشرع قاضی شیخ محمد مرگمی عفی اللہ عنہ و عن والدیہ وعن جمیع المسلمین قاضی شہر جزیرہ ممبئی

(مہر: شیخ محمد مرتضیٰ خادم الشرع قاضی ۹۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فلاشک ان السجدۃ ھی وضع الجبھۃ علی الارض علی قصد العبادۃ فھی مختصۃ للہ لا لغیرہ سبحانہ وتعالیٰ واما تقبیل الاماکن الشریفۃ علی قصد التبرک وکذلک تقبیل اید العلماء والصلحاء وتقبیل ارجلھم والانحناء لمثل ذلک فھو حسن باعتبار النیۃ لنحو صلاح او علم او شرف والتقبیل والانحناء مکروہ لنحو غنی کما اجاب بہ مولانا المجیب اللبیب بالدلائل القاطعۃ والبراھین الساطعۃ حررہ خادم الشرع القاضی اسمٰعیل المحلاتی الشافعی عفا اللہ تعالیٰ عنہ وعن والدیہ وعن اساتذیہ وعن جمیع المومنین امین یا رب العالمین ۱۲

(مہر: المتمسک بحبل اللہ الجلیل خادم الشرع قاضی اسمٰعیل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامدا للہ تعالیٰ ومصلیا ومسلما علی رسولہ خیر الانام والہ وصحبہ الکرام اما بعد فالامر بتفاصیلہ المذکورۃ کما ذکرہ المجیب العلام وقد صرح بہ الحق عن محضہ وازاح الستر عن وجہ المرام فمعلوم قطعا ان السجود لغیر اللہ سبحانہ تعالیٰ وتقدس حرام واما الانحناء وتقبیل الرجل

وغیرہ مما ذکرفیکفی فیہ ما ذکرہ العلامۃ ابن حجر فی تحفتہ وقال افتی المصنف بکراھۃ الانحناء بالرأس وتقبیل نحو راس او ید او رجل لاسیما لنحو غنی لحدیث من تواضع لغنی ذھب ثلثا دینہ ویندب ذلک لنحو صلاح او علم او شرف لان ابا عبیدۃ قبل ید عمر رضی اللہ عنھما انتھی وقال النووی فی اذکارہ روینا فی سنن ابی داؤد عن زارع رضی اللہ عنہ وکان فی وفد عبد القیس فقال فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورجلہ ا ھ وبالجملۃ الامور المذکورۃ مرویۃ عن السلف الاکابر وتلقھا العلماء الاعلام واھل اللہ الکرام کابرا عن کابر لایسوغ انکارہ الا لمبدع او مکابر فالطعن علی احد فی مثلھا وشق عصا المسلمین دونھا امر خطیر فضلا عن تکثیر سواد الکفر بالتکفیر اعاذنا اللہ والمسلمین منہ بجاہ النبی البشیر النذیر وقد قال العلامۃ ابن حجر فی تحفتہ ینبغی للمفتی ان یحتاط فی التکفیر ما امکنہ لعظیم خطرہ وغلبۃ عدم قصدہ لاسیما من العوام ومازال ائمتنا علی ذلک قدیما وحدیثا انتھی

ھذا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ حررہ الاحقر **احمد بن المولوی الحاج عبد القادر الجیتیکر** عفر اللہ لھما ولوالدیھما ولاستاذیھما ولجمیع المسلمین امین ۔

نعم الحق ما قال مولانا المجیب جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین

با وفر نصیب حررہ **محمد عبد المنعم باعکظہ** خطیب جامع بمبئی عفی عنہ

الجواب صحیح کتبہ الآثم **عبد اللطیف**

ھذا ھو الحق الصراح ھو القول القراح۔ واضح ہو کہ بعض خواص و اکثر عوام مابین سجدہ و تقبیل رجل تمیز نہین کرتے ہین اسی سبب سے تقبیل رجل پر اطلاق سجدہ کا کرتے ہین حالانکہ سجدہ عبارت ہے زمین پر پیشانی رکھنے سے اور یہ غیر اللہ کو شرعا حرام اور بروجہ عبادت کفر اور مرتکب اوسکا فاسق مستحق زجر و توبیخ و عذاب۔ اور تقبیل رجل عبارت ہے پاؤن کے بوسہ لینے سے اور بوسہ ہونٹھون سے لیا جاتا ہے اور یہ شرعا جائز و مستحب اور فاعل اسکا بحسب نیت ماجور و مثاب اسکو سجدہ اور حرام و کفر کہنا مکابرہ و انکار حق صریح و غلو بیجا مختار مذہب وہابیہ بددین نہایت بد و از صد قبیح۔ پھر انکار کو اس تقبیل مستحب کی وجہ تحریم بنانا تغلیط و فریب عوام کیونکہ انکار بر قول معتمد باتفاق حنفیہؒ و شافعیہؒ مکروہ ہے نہ حرام اور کراہت بھی علی الاطلاق نہین بلکہ مقید بتعظیم و سلام وہ بھی مختلف فیہا مابین فقہاء کرام اور مکروہ کو حرام مقید کو مطلق مختلف فیہا کو متفق علیہا ٹھہرانا اور حکم حرمت و شرک و کفر کا دینا بیشک فریب و تغلیط عوام۔ پھر فریب باطل کا نام حق اور حق کا نام باطل اور دینداری کا نام بے دینی اور بے دینی کا نام دینداری رکھنا اسیر طرہ طرار و الامر بید اللہ المنتقم الجبار وہو حسبی و نعم الوکیل و نعم المولے و نعم النصیر حررہ العبد المسکین محمد عمر الدین السنی الحنفی القادری الہزاروی حفظ اللہ تعالی عن شر الحاسدین آمین یارب العالمین

لقد صح الجواب واللہ اعلم بالصواب رقمہ العبد المفتاق محمد اسحق صانہ اللہ تعالی عن شرور الآفاق

الجواب ھو الصواب ومن ینکر من ھذا فھو صاحب العتاب والعقاب

حررہ محمد ابراھیم عفی عنہ

المجیب مصیب وله فی الآخرة نصیب کتبه افقر الفقراء عبد الله بن محمد الحموی المشهور بالبغدادی

الجواب صحیح ورای المجیب نجیح امر برقمه شرف الدین فقیه عفی عنه ومن مالکی الیمن

الحمد لله وحده رب زدنی علما اقول وتقبیل نحو راس او ید او رجل لنحو علم او صلاح او شرف جایز بل مندوب بلا خلاف حرره راجی الاسعاف محمد بن عبد الله السقاف

من اجاب فقد اصاب ومن انکر فقد خسر وخاب حرره مرید احمد الحنفی مذهبا والچشتی مسلکا

ما قال مولانا فی جواب المخالف فهو حق بلا ریب ومولانا المجیب محقق ومصیب وله عند الله فوز ونصیب رقمه اضعف العباد المسکین نصیر الدین الحنفی مذهبا والقادری مسلکا عفی الله تعالی عنه وعن والدیه وعن سائر المسلمین آمین یارب العلمین ۱۲۔

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علی من لا نبی بعده وتقبیل الید او رجل عالم ثابت بما ذکر فوقه وفیه الکفایة والله یتولی العنایة کتبه خادم العلماء الراجی رحمة ربه الواهب محمد عبد القادر بن العالم نوح صاحب کان الله لهما۔ امین

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علی من لا نبی بعده اما بعد فان الجواب عین الصواب وللمجیب عند الله عظیم الثواب حرره الاقل محمد بن جعیمان الاحسائی

لاشك ان تحقيق الفاضل الجليل والعالم النبيل عبد القادر باغ كظه
دافع لكل الشبہات کما ھو ثابت باوضح البینات وللہ در المجیب وله في
الاخرہ نصیب بمنه العبد الراجي الى رحمة ربه الباري **محمد عبد الرزاق**
النقشبندي المجددي غفر الله له ولوالديه ولجميع المومنين امين

الجواب صحیح ورائے المجیب نجیح کتبه الراجي الى
رحمۃ اللہ المنان **میر محمد عبد الرحمن** سلمہ اللہ

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا بیشک تقبیل ایادی واقدام بزرگان دین بانعدام موانع شرعیہ
خارجیہ درست وجایز ہے اور مخالف اسکا خاسر ولا فایز ہے واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب والیہ المرجع والمآب
حررہ **ابو احمد دین محمد** عفی عنہ الصمد

الحمد للہ وحدہ - قد علم مما ذکر ان تقبیل الید والرجل لنحو شرف او علم او صلاح حسن محمود بل مندوب
کما ثبت ذلک واللہ اعلم المرتجی من ربه الاسعاف **حسین ابن محمد** السقاف عفی اللہ عنہ

بیشک یہ جواب باصواب ہے تحقیق وتدقیق مجیب علام کی قابل داد ہے تقبیل اقدام بزرگان عظام کی جائز
ہے ہاں سجدہ لغیر اللہ حرام ہے جھکنا روبروامرا واغنیا کی بمقصد تواضع اشد مکروہ ہے مگر جھکنا واسطے تحصیل تقبیل
اقدام کے جائز ہے اور یہ جھکنا نہ حرام نہ کفر نہ شرک واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب
حررہ الاثیم **محمد عبد الکریم**

صحیح ودستخط علماء سورت

ھذا الجواب صحیح کما جاء في المشکاۃ في حدیث صفوان بن عسال قال قال
یھودی لصاحبه اذھب بنا الی ھذا النبي فقال له صاحبه لا تقل له نبي
انه لو سمعك لكان له اربع اعين فاتیا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فسألاه

عن تسع آیات بینات فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشرکوا باللہ ولا تسرقو
ولا تزنوا ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا تمشوا ببریٔ الی ذی سلطٰن
لیقتلہ ولا تسحروا ولا تاکلوا الربٰو ولا تقذفوا محصنۃ ولا تولوا للفرار یوم الزحف وعلیکم
خاصۃ الیہود ان لا تعتدوا فی السبت قال فقبلا یدیہ ورجلیہ وقالا نشہد انک نبی الحدیث
فثبت بہذا الحدیث تقبیل الید والرجل حررہ **محمد کاظم** عفی عنہ
صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ احقر العباد الازلی **احمد علی قادری**

الحمد للہ وکفی والصلوۃ علی من اصطفی اما بعد فما ذکرہ مولانا المجیب ھو الحق
الصراح صرح بہ العلماء وشہد بہ الاحادیث الصحاح وللہ درہ فقد اوضح المسئلۃ
حق الایضاح واغنی بالاصباح عن المصباح جزاہ اللہ بالفوز والفلاح یوم یخیب
المبطلون ویفوز اھل الحق والصلاح حررہ العبد **حافظ محمد حسین**
صانہ اللہ عن کل سوء وشین

ہٰذا الحق عندی بیہہ قدمبوسی جایز بلکہ مستحب ہے **فقیر محمد اسمٰعیل عفی عنہ**

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا صح الجواب واللہ اعلم بالصواب
الفقیر الحقیر الراجی الی رحمۃ اللہ الکبیر محمد المدعو بالبشیر الفخری
القادری الچشتی النظامی النقشبندی السہروردی الفردوسی
الحنفی الدہلوی غفرہ اللہ القدیر

فتویٰ جناب مجمع المکارم والمفاخر مرجع الاکابر والاصاغر بحر زاخر سحاب ماطر مولانا

حاجی حافظ مولوی محمد عبد القادر صاحب قادری جامع المعقول والمنقول

جناب مولوی احمد حسن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسۂ فیض عام کانپور دامت فیوضہما علی

ممر الایام والدہور

سوال

چومنا دست و پای استادان و والدین و مرشدان و پادشاہان دین کا بنظر محبت اسلامی و تکریم دینی جایز و مستحب ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

چومنا دست و پاے استادان و والدین و مرشدان و پادشاہان دین کا بنظر محبت اسلامی و تکریم دینی جایز و مستحب ہے اور اسکو روایات احادیث و آثار صحیحہ سے مدلل کیا ہے چنانچہ تفصیل اسکی کتاب اذکار امام نووی اور عمدۃ القاری امام عینی اور دیگر کتب حدیث و فقہ مین موجود ہے البتہ سجدہ کرنا واسطے غیر خدا کے تعالےٰ کے بنظر تکریم ناجایز ہے و بنظر عبادت غیر کے شرک و کفر ہے چنانچہ تفصیل اسکی مرقاۃ اور خانیہ اور تفسیر کبیر وغیرہ مین موجود ہے پس فعل سجدہ پر بھی علی الاطلاق بے دریافت اعتقاد کے حکم شرک و کفر کا باطل ہے چہ جائیکہ دست و پا کے چومنے کو شرک و کفر کہنا کہ یہہ جہالت و ضلالت ہے واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب

حررہ الفقیر عبد القادر بدایونی عفی عنہ

هو العلیم الخبیر بیشک چومنا دست و پائے اشخاص موصوفین یعنی اساتذہ و والدین و مشائخین و
پادشاہان عادل بنظر تعظیم اسلام و اعزاز دین مستحب بلکہ عند البعض مسنون ہے۔ فی در المختار شرح تنویر الابصار
ولاباس بتقبیل ید العالم والمتورع علی سبیل التبرک ونقل المصنف عن الجامع انہ لاباس بتقبیل
ید الحاکم المتدین والسلطان العادل وقیل سنۃ مجتبیٰ ولا رخصۃ فیہ لغیرھما ای لغیر عالم وعادل
وھو المختار مجتبیٰ وفی المحیط ان لتعظیم الاسلام واکرامہ جاز وان لنیل الدنیا کرہ انتہی ملخصاً وفی
رد المختار لما اخرجہ الحاکم ان رجلاً اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ ارنی شیئاً ازداد بہ
یقینا فقال اذھب الی تلک الشجرۃ فادعھا فذھب الیھا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدعوک
فجاءت حتی سلمت علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لھا ارجعی فرجعت قال ثم اذن لہ فقبل راسہ
ورجلیہ وقال لو کنت امراً احداً ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا۔ وقال صحیح الاسناد
من الرسالۃ الشرنبلالی انتہی وفی اشعۃ اللمعات ۔ بوسہ دادن دست عالم متورع را جائز است و بعضے
گفتہ اند مستحب است وآنکہ بعد از مصافحہ دست خود را بوسہ کند بے اصل است وفعل جاہلان است و مکروہ۔ و در
بعضے احادیث بوسیدن از صحابہ پائے آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدہ چنانچہ در فصل ثانی از حدیث
وفد عبد القیس بیاید۔ انتہی ملخصا۔ وفی مشکوۃ المصابیح عن زارع وکان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا
المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورجلہ رواہ
ابو داؤد اور اشعۃ اللمعات میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح بعد اوائے ترجمہ اس حدیث کے فرماتے ہیں از ینجا تجویز
پائے بوس معلوم شد چنانچہ مدان سابقاً اشارت کردیم انتہی۔ وفی مشکوۃ المصابیح عن عایشۃ قالت ما رأیت
احداً کان اشبہ سمتا وھدیا ودلا وفی روایۃ حدیثاً وکلاماً برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من فاطمۃ کانت اذا دخلت علیہ قام الیھا فاخذ بیدھا فقبلھا واجلسھا فی مجلسہ وکان اذا دخل
علیھا قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلتہ واجلستہ فی مجلسھا رواہ ابو داود وفی در المختار قیل التقبیل علی

خمسة اوجه قبلة المودة للولد على الخد وقبلة الرحمة لوالديه على الراس وقبلة الشفقة لاخيه على الجبهة
وقبلة الشهوة لمراته او امته على الفم وقبلة التحية للمومنين على اليد انتهى التبه بعضے جہلا جو آجکل بعض
پابوس مشائخین و بزرگان دین قدموں پر پیشانی اور سر دھرتے ہیں یہ سجدہ ہے لغۃ و شرعًا فی الصراح - سجدہ سجود سر بر زمین
نہادن انتہی - وفی نور الانوار - والسجود وهو وضع الجبهة على الارض انتهى - وفی شرح الوقایۃ فی تعداد
الفرایض والسجود بالجبهة والانف انتهى اور سجدہ کرنا غیر معبود حقیقی کو تعظیمًا و عبادۃً کفر ہے اور بر وجہ تحیت حرام
وغیر مشروع ہے سجدہ کرنیوالا اور سجدہ کرانیوالا اگر راضی ہو تو دونوں مرتکب کبیرہ اور فاسق و فاجر ہیں نماز اسکے پیچھے مکروہ تحریمی
ہے صاحب در المختار نے زمین بوسی کو بھی یہی حکم دیا ہے حیث قال وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء
والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم
کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکبا الکبیرۃ انتہی قال البیضاوی فی قولہ تعالی ما کان لبشر ان یؤتیہ
اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ تکذیب ورد علی عبدۃ عیسی وقیل
ان ابا رافع القرظی والسید النجرانی قالا یا محمد اترید ان نعبدک ونتخذک ربا فقال معاذ اللہ ان نعبد غیر اللہ
وان نامر بغیر عبادۃ اللہ فما بذلک بعثنی اللہ ولا بذلک امرنی فنزلت وقیل قال رجل یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نسلم علیک کما نسلم بعضنا علی بعض افلا نسجد لک قال لا ینبغی ان یسجد لاحد من
دون اللہ ولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاھلہ انتہی - وفی الجامع للترمذی عن ابی ھریرۃ رض قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا
انتہی وفی مشکوۃ المصابیح عن قیس بن سعد قال اتیت الحیرۃ فرایتھم یسجدون لمرزبان لھم فانت احق بان
نسجد فقال ارایت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد
لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ علیھن من حق رواہ ابو داود ورواہ احمد عن معاذ بن
جبل واللہ تعالی سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم حررہ الراجی عفو مولاہ الکریم المدعو محمد سلیم عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح کتبہ احمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض عام کانپور

تمت